نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

دل کی بات:
- ○ انتخابات اور احرار کا موقف
- ○ انتخابات میں آپکی ذمہ داریاں
- ○ احرار کارکنوں سے

ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ - نومبر ۱۹۸۸ء

یتیمِ مکہ محمدؐ کہ آبروئے خدا است
کسیکہ خاک رہش نیست بر سرش خاک است

تجزیہ
ضیاء الحق اسلام کیوں نافذ نہ کر سکے؟

قلمی بے راہ روی کا ایک نمونہ

تلخ و شیریں

روداد
سیرت النبی کانفرنس ربوہ

یکے از مطبوعات:
تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ — شعبۂ تبلیغ — عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

أفكارِ أحرار

فتنۂ علماءِ سُوء

پھر اس سے بھی بڑھ کر ماتم انگیز منظر یہ ہے کہ ان اُمراءِ فاسقین و رُؤساءِ فاجرین کے حاشیہ نشینوں اور وابستگانِ دولت کی فہرست میں بہت سے علماء و صوفیاء کے نام بھی نظر آتے ہیں جو اپنے تئیں مسندِ نبوت کے جانشین اور فضائلِ رسالت کا وارثِ حقیقی سمجھتے ہیں اور اپنے اِتقاء و تقدس کے دامنوں کو ہزاروں انسانوں سے سنگِ اسود کی طرح بوسہ دلاتے اور اپنے بڑے بڑے دامنوں کی عباؤں کو عہدِ مسیح کے فریسیوں اور صدوقیوں کی طرح غرورِ فضیلت و کبرِ تقدس سے حرکت دیتے ہیں۔

ان کو اپنی فضیلت و پیشوائی کا بڑا ہی گھمنڈ ہے۔ وہ جب اپنے مریدوں اور معتقدوں کے جھگھٹے میں تسبیح مکر و سجادۂ زور کے ساز و سامانِ فریب کے ساتھ بیٹھتے ہیں تو کسی طرح خدا کی الوہیت اور رسولوں کی قدوسیت سے اپنے تقدس و کبریائی کو کمتر نہیں سمجھتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا وجود شریعت کی توہین اور دینِ الٰہی کی سب سے بڑی تذلیل ہے۔ قوم کا بدتر سے بدتر اور جاہل سے جاہل گروہ بھی ان خلفاءِ شیاطین و نائبینِ ابلیس لعین سے زیادہ نیک اور زیادہ راست باز ہے۔ کیونکہ یہ علماءِ سُوء ہیں اور ان کے فتنہ سے بڑھ کر قوم کے لئے کوئی فتنہ نہیں۔ ہوائے نفس ان کی شریعت درہم و دنانیر ان کا قبلہ ہے۔ نفس و شیطان ان کا معبود ہے اور طلبِ جاہ و مال ان کا ذکر و فکر ہے۔ چونکہ ان کو امراءِ فساق اور رؤساءِ فجار کے دربار سے بڑے بڑے وظائف و مناصب ملتے ہیں اور نذر و نیاز کی فتوحات کا پیہم سلسلہ جاری رہتا ہے اس لئے ان کی زبانیں گونگی ہو گئی ہیں اور اپنے منصوبوں اور تنخواہوں اور نذر و نیاز کی لعنت بند ہو جانے کے خوف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالتے۔ وہ اپنی آنکھوں سے دین کی توہین کا تماشہ دیکھتے ہیں اور چپ رہتے ہیں۔ ان کے سامنے حکمِ الٰہی ٹھکرایا جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ نہ تو کسی شیطان اخرس کی زبان معروف کے لئے کھلتی ہے نہ کسی خلیفۂ ابلیس کو شریعت کی علانیہ توہین پر غیرت آتی ہے۔ امر بالمعروف کو انہوں نے یکسر بھلا دیا ہے اور نہی عن المنکر کو اپنے مقاصدِ نفسانیہ کے خلاف دیکھ کر نسیاً منسیاً کر دیا ہے۔ اگر وجودِ مقدس حضرت صادق مصدوق کا حکم باطل نہیں تو یقین کرتا ہوں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ایسے ہی علماءِ سُوء کو ہوگا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ الناس بعلمہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اُن علماء کو ہوگا جن کے علم سے لوگوں کو نفع نہ پہنچا"

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ   نومبر ۱۹۸۸ء

سلسلہ اشاعت : ۱۰

سرپرست اکابر:

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ

مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ

مولانا محمد عبد اللہ مدظلہ

مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ

مولانا محمد عبد الحق مدظلہ

رفقاءِ فکر

حضرت سید انور حسین نفیس رقم مدظلہ

سید عطاء المحسن بخاری

سید عطاء المومن بخاری

سید عطاء المہیمن بخاری

سید محمد کفیل بخاری

سید عبد الکبیر بخاری

سید محمد ذوالکفل بخاری

سید محمد ارشد بخاری

سید خالد مسعود گیلانی

عبد اللطیف خالد ○ اختر جنجوا

عمر فاروق عمر ○ محمود شاہد

قمر الحسنین ○ بدر منیر احرار

اس شمارے میں

★

دل کی بات ________ ۲

تجزیہ ____ قمر الحسنین ____ ۷

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے

از جناب محمد حسن چغتائی ____ ۱۶

قلمی بے راہ روی کا ایک نیا نمونہ

از : مولانا محمد عبد اللہ ____ ۱۹

اے کہ تیرے وجود پہ خالق دو جہاں کو ناز

از : حبیب الرحمٰن بٹالوی ____ ۲۷

تلخ و شیریں ____ مولانا عبد الحق چوہان ____ ۳۱

تیرگی میں مطلع انوار ____ ایس ایس بخاری ____ ۳۵

سادگی ____ ایم یوسف شاد ____ ۳۹

سیاسی بوجھ نامہ ____ قمر الحسنین ____ ۴۰

مسجد احرار ربوہ میں دسویں سالانہ سیرت النبیؐ کانفرنس کی

مفصل روداد ____ حبیب اللہ رشیدی ____ ۴۲

★

رابطہ : مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

◎

قیمت : -/۲ روپے ◎ سالانہ -/۲۴ روپے

دل کی بات

موجودہ انتخابات اور احرار کا مؤقف

ہر چند کہ ہم مروجہ انتخابی سیاست پر یقین نہیں رکھتے لیکن ملک میں ہونے والے اس طوفانی عمل سے علیحدہ بھی نہیں رہا جا سکتا۔ لہٰذا حکمتِ عملی اور نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لئے ہم نے یہ لائحہ عمل طے کیا ہے کہ عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق احرار براہِ راست الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے، لیکن الیکشن میں حصہ لینے والوں کو اپنے مشروط تعاون کی دعوت دیتے ہیں ____

پاکستان کی بنیاد چونکہ اسلام پر ہے اس لئے جو جماعت یا فرد مستقبل میں پاکستان میں نفاذِ اسلام کی مسلسل جدوجہد کے لئے (صرف الیکشن کے لئے نہیں) ہمارے ۵ نکاتی پروگرام کی تکمیل میں ہمارا مکمل ساتھ دینے کا حلفیہ عہد کرے عالمی مجلس احرارِ اسلام کے رکن و معاون ساتھی اُس جماعت یا فرد کو ووٹ دیں گے۔

پانچ نکات : ____

۱۔ تحفظِ قرآن و سنت

۲۔ تحفظِ امتناعِ قادیانیت آرڈی ننس

۳۔ تحفظِ مقامِ صحابہ آرڈی ننس

۴۔ تحفظِ نفاذِ شریعت آرڈی ننس

۵۔ نفاذِ فقہ حنفیہ

یہ وہ بنیادی نکات ہیں جن کے بچاؤ سے مستقبل میں نفاذِ اسلام کے مراحل آسان ہو جائیں گے اور کامیاب ہونے والے افراد یا جماعتیں اس سے فرار نہیں پا سکیں گے۔ جس حلقہ میں بھی مرزائی، مرزائی نواز، بے دین سبائی، تبرائی، دشمنِ ازواج و اصحابِ رسول امیدوار ہو گا وہاں احرار اُس کے خلاف بھرپور دینی عمل میں مصروف ہو جائیں گے۔

انتخابات اور آپ کی ذمہ داری

انتخابی مہم اپنے عروج پر ہے، گالی گلوچ، بد زبانی، غنڈہ گردی، ہلڑبازی، فائرنگ، دھماکے، شرفاء کی بے عزتی شعائر اسلامی کی توہین، جھوٹے وعدے، فریبی نعرے اور جمہوریت کے دیگر لوازمات و انعامات ابلیسی سیاست کے شاہکار انتخابی جلسوں کی رونق ہیں۔ ان جلسوں میں شیطان عریاں رقص کر رہا ہے اور یہ دن زانیوں، شرابیوں، بدمعاشوں، رسہ گیروں، ہیروئن فروشوں، چرسیوں، چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں اور ملک و ملت کے غداروں، اللہ رسول کے نافرمانوں اور صحابہ کے دشمنوں علقمی زادوں کے کھل کھیلنے کے دن ہیں اور ہمارے ملک کے جمہوریت زادوں کی معراج اور مقصد و منشاء بھی یہی ہے۔ بڑے بڑے اُمیدوار لنگر لنگوٹ کس کر اور بعض برہنہ انتخابی اکھاڑے میں اُتر چکے ہیں۔ یہ لوگ کون ہیں، کیا ہیں، کیا کرنا چاہتے ہیں اور ان کے کیا عزائم ہیں؟ اسے جانچنا اور پرکھنا آپ کی ذمہ داری، جبکہ اکثر امیدوار اپنے سینے پر حاجی، نمازی، تہجد گزار بے لوث، بے خوف، بے داغ، محب وطن، نڈر، بیباک، مخلص اور تعلیم یافتہ کے جعلی نگمہ چمکدار تمغے سجائے ہوئے ہیں کچھ نئے چہرے ہیں اور اکثر پرانے شکاری ہیں جو عوام کے ذریعے اقتدار کی لکشمی دیوی کو نئے جال میں پھانسنا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں آپ کا بھی ایک فرض ہے۔ صرف ووٹ ڈال دینا کوئی کام نہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کس کو ووٹ دے رہے ہیں؟ اور کس غرض کے لئے ووٹ دے رہے ہیں؟ ووٹ آپ کی رائے ہے۔ ووٹ آپ کی گواہی ہے اس رائے اور گواہی کے لئے آپ کو اللہ پاک کے سامنے جواب بھی دینا ہے۔ اگر آپ نے زانیوں، شرابیوں، چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں، سمگلروں، مرزائیوں، رافضیوں، فتنہ پروروں، دین دشمنوں اور ملک دشمنوں کے حق میں رائے اور گواہی دی تو آپ سب سے بڑے مجرم ہیں، کیا سیاسی بدمعاشوں، شرعی سمگلروں اور بے دین پھندروں کو پہچاننے کے لئے گزشتہ چالیس سالہ تاریخ و تجربہ ناکافی ہے؟

عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان کے کارکن اپنا دینی فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنی آوازِ حق آپ تک پہنچا رہے ہیں کہ جو شخص بھی آپ سے ووٹ مانگنے کے لئے آئے اُس سے برسرِعام یہ حلف لیں کہ:

"میں اِس مجمع میں حلفیہ اعلان و اقرار کرتا ہوں کہ میں الیکشن میں کامیاب ہونے کے بعد اسمبلی میں نفاذِ اسلام کی بھرپور جدوجہد کرونگا، اور ملک کا وفادار رہونگا، اگر اسمبلی اور حکومت نے نفاذِ اسلام میں بددیانتی، کوتاہی یا غفلت کا ارتکاب کیا تو میں اللہ کے دین کی حاکمیت قائم کرنے کے لیئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے دینی قوتوں کے ساتھ مل کر سڑکوں پر نکل آؤں گا اور دینی انقلاب کی عوامی جدوجہد میں شریک ہوجاؤں گا۔ میں نے جو کچھ کہا ہے اگر میں اِس عہد کو پورا نہ کردوں تو روزِ محشر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اللہ مجھے محروم کردے!"

جب اُمیدوار یہ حلف دے تو پھر آپ اپنے دین و ایمان کا ووٹ اُس کے ہاتھ دیں۔

احرار کارکنوں سے

عالمی مجلس احرارِ اسلام ملک میں حکومتِ الٰہیہ کے قیام اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیئے نصف صدی سے انتھک اور مسلسل جدوجہد میں مصروف ہے۔ اکابرِ احرار اور جاں نثارانِ احرار نے کبھی دین کو جمہوری ابلیسی سیاست پر قربان نہیں کیا بلکہ احرار کا روشن اور تابناک کردار ہے۔ اس نے ہمیشہ اپنے ذاتی اور جماعتی مفادات کو دین پر قربان کیا ہے۔ اس کے جانباز کارکنوں اور سالاروں نے وقت آنے پر اپنی عزیز جانیں بھی دینِ حق کی راہ میں قربان کی ہیں۔ اور بھرپور جوانیاں جیل کی کال کوٹھڑیوں میں تحلیل کی ہیں۔ موجودہ انتخابی میدان میں بھی آپ کو بھرپور جہاد کرنا ہوگا۔ احرار کارکن گلی گلی محلہ محلہ اور ایک ایک گھر جا کر مسلمانوں کو بے دین اُمیدواروں کے سیاہ کردار سے آگاہ کریں اور اُن میں یہ جذبہ پیدا کریں کہ جب اُمیدوار لوگوں کے گھروں میں جائیں تو لوگ اُن سے نفاذِ اسلام کی بات کریں اور صاف لفظوں میں یہ مطالبہ کریں کہ ہم آپ کو صرف اُسی صورت میں ووٹ دیں گے کہ آپ ہمیں یہ حلف دیں کہ آپ صرف نفاذِ اسلام کی جدوجہد کریں گے۔ مسلمانوں میں یہ جذبہ بھی پیدا کریں کہ وہ موجودہ انتخابات میں دین کے باغیوں اور ملک کے غداروں، بہروپیوں اور غیر ملکی ایجنٹوں کو تاریخی اور عبرتناک شکست سے دوچار کردیں۔

احرار کارکنو! ہمارا مقصد صرف الیکشن نہیں مکمل اسلامی نظام کا قیام ہے۔

اس دینی جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے حضور علیہ السلام اور صحابۂ کرام کے انقلابی فکر و عمل کی ضرورت ہے تبلیغ اور جہاد تمہارے ہتھیار ہیں، متحد و منظم ہو کر آگے بڑھو اور فرنگی نظام کا ٹاٹ لپیٹ دو ۔

اُٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دَوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

پیپلز پارٹی اور مرزائیوں کا گٹھ جوڑ

موجودہ انتخابات میں جہاں دوسری لادین قوتیں اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کے لئے سرگرم ہیں وہاں مرزائی بھی چور دروازوں سے اقتدار میں حصہ دار بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور اس سلسلہ میں نہایت اہم خبر یہ ہے کہ بھٹو دور حکومت کے سیکرٹری اطلاعات نسیم احمد (مرزائی) کو پیپلز پارٹی کی ہائی کمان نے انتخابات کے سلسلہ میں لندن سے پاکستان بلایا ہے اور اسے نہایت اہم ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ ۷۰ء کے انتخابات میں بھی مرزا طاہر نے پیپلز پارٹی سے معاہدہ کر کے مکمل تعاون کیا تھا ملک کے غیور مسلمان اس گھناؤنی سازش پر کڑی نظر رکھیں اور ان چہروں کو پہچانیں۔ پاکستان میں دینی اقدار کو تباہ و برباد کرنے اور نفاذِ اسلام کے عمل صالح کو سبوتاژ کرنے کے لئے مرزائی کمیونسٹ اور رافضی متحد ہو چکے ہیں۔ جاگیئے!! اور پوری قوت سے ان عناصر خبیثہ کے دین دشمن عزائم کو خاک میں ملا دیں۔

جناب ملک عبدالغفور انوری اور مولانا محمد مالک کاندھلوی کا سانحہ ارتحال

گزشتہ ماہ عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق ناظم اعلیٰ رفیق امیر شریعت جناب الحاج ملک عبدالغفور انوری ؒ طویل علالت کے بعد نشتر ہسپتال ملتان میں انتقال کر گئے۔ آپ کا شمار تحریک آزادی کے مجاہد اور ایثار پیشہ کارکنوں میں ہوتا ہے مرحوم روزِ اول سے تا دم واپسی مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے۔ انہوں نے انگریز سامراج کے خلاف زبردست جدوجہد کی اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان کی قربانیوں اور ایثار و وفا کی ایک تاریخ ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں انہیں مستقل مضمون کی صورت میں شائع کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور مغفرت فرمائیں آمین۔ مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کی دینی اور ملی خدمات

ناقابلِ فراموش ہیں۔ انہوں نے تمام زندگی قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور ذریعہ آخرت بنائے آمین۔ مجلس احرار اسلام کے تمام اراکین و معاونین اور ادارہ نقیب ختم نبوت دونوں بزرگوں کے پسماندگان سے دلی اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

قارئین توجہ فرمائیں

۱ ۔ ہم اپنے غریب کارکنوں اور دیگر قارئین کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے نقیب ختم نبوت سے بے مثال تعاون کیا ہے اور یہ تعاون جاری ہے۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کمر توڑ مہنگائی کے باوجود گزشتہ نو ماہ سے باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ نقیب اُن تک پہنچ رہا ہے اور ہم اپنے قارئین سے محض واجبی سی قیمت وصول کرتے ہیں جسکے نتیجہ میں رسالہ کے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے اور مسلسل نقصان اُٹھانا پڑ رہا ہے کاغذ، پرنٹنگ، کتابت سب کے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ نقیب کا پہلا سال مکمل ہونے پر جنوری ۱۹۸۹ء سے درج ذیل نرخ ہوں گے۔

سالانہ ۵۰/- روپے

فی شمارہ ۴/- روپے

قارئین سے گذارش ہے کہ

۲ ۔ خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں

۳ ۔ مضامین معیاری، خوشخط اور کاغذ کے ایک صفحہ پر لکھیں

۴ ۔ پندرہ تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً خط لکھیں

۵ ۔ جن احباب کے مضامین شائع نہیں ہوئے وہ مطمئن رہیں ان شاءاللہ کسی بھی اشاعت میں انہیں شامل کر لیا جائے گا۔

(ناظم)

"تجزیہ"

قمر الحسینی

ضیاء الحق — نفاذِ اسلام کیوں نہ کر سکے!

اس حقیقت کو تاریخ کے صفحات سے کھرچا نہیں جا سکتا کہ پاکستان کا مطالبہ جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے دینی تشخص کو قائم کرنے کے لئے کیا گیا تھا چونکہ مسلمان دیگر کافر قوموں کے علی الرغم ایک مسلم امت ہیں اور امتِ مسلمہ کے اعتقادی، فکری، سماجی پرسنل اور پبلک لاز تقاضے اور ناطے بالکل الگ تھلگ ہیں لہٰذا اس کے لئے الگ خطۂ زمین ہونا از بس ضروری ہے۔ ورنہ مسلمان تہذیبی و اعتقادی اعتبار سے مضمحل ہو جائے گا اور اس خطرہ و خدشہ کی بنیاد پر اُمتِ مسلمہ پر چاروں طرف سے کافرانہ سولائزیشن کی یلغار تھی ایک طرف ہندو ازم اپنے رسوماتی اختلاط کے ذریعہ مسلمانوں کی متاعِ تہذیب میں نقب زنی میں مصروف تھا تو دوسری طرف یورپ سے آنیوالی ماڈرن سولائزیشن کا عفریت اپنے مہیب جبڑے کھولے حملہ آور تھا جن درد دل رکھنے والے ملی سپوتوں نے آزادی کی جنگ لڑی اور اس جہادِ اسلامی میں انہوں نے جان و مال اور عزت و ناموس کے نذرانے پیش کئے ان کے سامنے گورنری، وزارتیں، سفارتیں اور کوٹھیاں روٹ پرمٹ ٹھیکے اور لائسنس نہیں تھے بلکہ وہ تو آگ اور خون کی ہولی صرف اس لئے کھیل رہے تھے کہ دین کی حاکمیت اور بالادستی قائم ہو اور بس —— لیکن چالیس برس میں جو ہم نے مشاہدہ کیا وہ کچھ یوں ہے کہ پہلی حکمران جماعت مسلم لیگ نے وہ تمام وعدے نہ صرف یہ کہ طاقِ نسیاں کی زینت بنا دیئے بلکہ اُس نے عمداً دینی اصول دینی فروع اور دینی اقدار کا منہ چڑایا، انہیں پامال کیا لادین عناصر لادین جماعتوں اور بے دین و بد دین شخصیات کی حوصلہ افزائی کی انہیں وسائل مہیا کئے اور اُمت کی گردن پر مسلط کر دیا اور تمام سرکاری اداروں میں، سیکولرز، لبرلز اور بد دین افراد کو قوتِ حاکمہ ماننے کے لئے ان اداروں کے شرفاء کو بھی مجبور کر دیا۔ قاتل، چور، ڈاکو، زانی، شرابی، رشوت خور اور بدمعاش جواریوں کو دندنانے کیلئے کھلا راستہ دیدیا ان کی بے دین قیادت و سیاست میں پاکستان کے رافضی تبرائی اور مرزائی خوب پھلے پھولے اور یہ کافر اقلیتیں

مسلمانوں کی اکثریت پر رائج کرنے لگیں اُنہوں نے مسلمانوں کی باہمی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اور اپنے کافرانہ افکار و نظریات کی اشاعت و ترویج کیلئے تمام ذاتی و سرکاری وسائل بے دریغ استعمال کئے اور اُمت کو فرقہ واریت اور گروہی مسائل میں اُلجھا کر اپنی کافرانہ روش کی تائید و حمایت حاصل کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ تمام عناصر خبیثہ جو چوہوں کی طرح سرکاری اداروں میں چھپے ہوئے لادین زندگی کی خفیہ ترویج میں مصروف تھے علی الاعلان رافضیوں، مرزائیوں اور کمیونسٹوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے۔

اُمت کے وہ لوگ جو مسلسل اس طوفانِ بدتمیزی کی نشاندہی کرتے چلے آ رہے تھے ایسے نازک حالات میں دینی قوتوں کو اکٹھا کرنے کے لئے تگ و تاز کرتے رہے اور جب بھی پاکستان میں دینی قوتوں کے اتحاد کا رُخ بنتا ہے اور دینی قوتیں ملک میں بے دینی کے محاذ پر بیٹھے ہوئے بیوروکریٹس سیاستدان ادیب شاعر اور صحافیوں کو نرغے میں لیتی ہیں تو یہ دشمن سیکولر پاورز اور لبرل پاورز مختلف دینی حلقوں میں اپنے سرمائے اور حرام کی دولت سے کچھ کالی بھیڑوں کو مذہبی لباس اوڑھا کر داخل کر دیتے ہیں اور وہ اُمت میں دین کے متفقہ مسائل کو متنازعہ اور مختلف بنا کر حرام کی دولت کی طاقت اور بیوروکریٹس کی سرپرستی اور اشیرولد سے ایسا اُچھالتے ہیں کہ عوام کالانعام کا رُخ مُڑ جاتا ہے۔ ضیاء الحق کے دَور میں بھی مکمل منصوبہ بندی سے یہ فکری حرام کاری کی گئی۔ ضیاء الحق نے جونہی اسلامائزیشن کے عمل کا آغاز کیا تو ان سیکولرز اور لبرلز نے:

(۱) پَردہ کے موضوع پر رُسوائے زمانہ یورپین سولائزیشن کے "مٹکے" میں ڈوبی ہوئی نام نہاد "خواتین" سے مذاکرے مباحثے شروع کرا دیئے۔ جنگ فورم، نوائے وقت فورم اور "ڈوبائے وقت" فورم میں ان چھنالوں کو جی بھر کے پَردہ کے خلاف بکواس کی اجازت دی گئی جسے پاکستان کے قومی مجرم اخبارات نے رنگین دلذیذ اور ڈیکوریٹڈ صفحات پر چھاپا جس سے جنسی مریضوں نے نظری لذّت حاصل کی اور اسی لذّت اندوزی نے انہیں بے پَردگی و بے حیائی کی حمایت میں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا اخبارات نے خوب حرام کی دولت کمائی حرام کاری کے لئے انٹروڈکشن "ڈیسک" کا خالص "سرخ" فریضہ انجام دیا۔

(۲) ان سفّاک، دریدہ دھن، آبرو باختہ سیمی یورپین خواتین نے سڑکوں پر اپنے ٹھنڈے گوشت کی خوب نمائش کی علماء، دینی اقدار، اور دینی قوتوں کو خوب گالیاں دیں اور امریکن قونصلیٹ سے مل کر دعوتیں اُڑائیں اسی "کارِ خیر" کے سرمایہ کاروں کی سرپرستی میں حیوانوں کی طرح چرتے ہوئے مخلوط گروپ فوٹو اخبارات کے ایڈیشنوں میں شائع ہوئے اور اخبارات نے "قومی فریضہ" ادا کر کے خوب

"مالِ حلال" کمایا اور کاغذی پیرہن بیچ کے چاندی بنائی۔

(۳) عورت کی گواہی کے مسئلہ کو بھی متنازعہ ثابت کرنے اور اس کے لئے جدید دَور کے مہذّب "فکری بدمعاشوں" نے زندگی کے تمام شعبوں کے افراد کو اس رُخ پر ڈالدیا کہ عورت کی گواہی مرد کے برابر ہے۔ پھر یہ ظلم بھی رَوا رکھا کہ گواہی دینے والی عورت عام ہو۔ (کہ وہ پاکباز ہے) یا موجودہ دَور کی سولائزڈ فاسقہ و فاجرہ اور گناہوں کو کلچر کا حصہ سمجھنے والی عورت ہو اس کا حق شہادت مرد کے برابر ہے حالانکہ اسلام نے گواہ مرد ہو یا اس کے عدم حصول کے مقابلہ میں دُو عورتیں ہوں شریف اور متقی ہونے کی شرط لگائی ہے لیکن پاکستان کے بااختیار حلقوں نے اپنے فسق و فجور کو تہذیب جدید کا حصہ سمجھتے ہوئے "تجدید شریعت" کا سازشی فرض ادا کیا اور مخالفت کا وہ طوفان اٹھایا کہ ضیاءالحق اس موضوع پر بھی اپنے آپ کو تنہا ماننے پر مجبور ہو گئے کیونکہ ان کے چاروں طرف پھیلے ہوئے خاکی و سفید بیورو کریٹس میں سے دُوسرا کوئی ضیاءالحق نہ تھا۔

(۴) اسی طرح حدود اللہ کے نفاذ کے سلسلہ میں بھی ان بیورو کریٹس اور ان کے حوالی موالی کو جیہ کردوں نے معاشرہ میں پھیلی ہوئی بدکاریوں کو سہارا اور تحفظ فراہم کیا اور زانیوں، چوروں، قاتلوں، ڈاکوؤں شرابیوں اور مرتدوں کو ان کے جرائم کے ارتکاب پر اسلامی سزاؤں کے نفاذ کے خلاف مؤثر پراپیگنڈہ کیا اور نفاذِ اسلام کے عملِ صالح کو ضیاءازم کا نام دے کر خوب زہرناک رویہ اختیار کیا اس سلسلہ میں اخبارات کا رویہ بہت ہی افسوسناک، خوفناک زہریلا اور منافقانہ تھا کہ انہوں نے اُن خبیث رُوحوں کو خوب فلیش کیا جو اسلامائزیشن کے عمل کے خلاف بھرپور ابلیسی لب و لہجہ میں مضامین لکھتے تھے پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اخبارات نے صرف حرام کی دولت دونوں ہاتھوں سے سمیٹنے کے لئے ننگی ولفنگی عورتوں کو ذریعۂ ابلاغ بنایا اور جنسی مریض ان سے شفا پاتے رہے دُعا دیتے رہے اور اخباری کمپیٹیشن میں بڑھ چڑھ کر دادِ خرید دیتے رہے۔ اخباروں کی چاندی نہیں سونا بنتا رہا اور عوام کے کمزور ان پڑھ قلب و دماغ اور فکر و عمل بگڑتے چلے گئے اور "تجدید شریعت" کے آرزومند اس پر اپنے تمام وسائل صَرف کرتے رہے اور اسلامائزیشن کے عمل کی ناکامیوں پر خوب ڈھنڈورے برساتے رہے اُدھر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے دسترخوان پر چھوڑی ہوئی ہڈیاں چبانے والے علماءِ سوء، فقہِ جدید مرتب کر کے تملق اور چاپلوسی کے مینار تعمیر کرتے رہے سیاستدانوں نے ایسے مذہبی وحشیوں کو خوب

اچھالا۔ ان کے فتووں کی آڑلے کر حق پرستوں اور پرُ امن دینی انقلاب کے داعیوں کے راستے میں کانٹے بچھاتے رہے اور یوں قتل وغارتگری اور فتنہ وفساد کا راستہ ہموار کر کے بدنام زمانہ جمہوریت کی تاریک راہیں ہموار کرتے گئے اس پر طرہ یہ کہ انہی سیاسی بازی گروں نے عوام کو یہ باور کرا دیا کہ اگر اسلامائزیشن کا عمل کامیاب ہوگیا تو مذہبی طبقاتی کشمکش کا آغاز ہوگا جو ملک کے ٹکڑے کر دے گا اور اپنی سیاسی سازشوں سرمائے کی داد ودہش اور خریدے ہوئے مذہبی فتنہ پروروں کو اس کام پر لگا دیا کہ ملک میں خوب زور شور سے مذہبی طبقہ واریت کی فضا ہموار کی جائے تا کہ ان کے تجزیہ کا واقعاتی ثبوت مل جائے۔

(۵) اس پر مستزاد یہ کہ تجارت کے محاذ پر قابض بڑے بڑے نہنگوں نے اشیاء ضرورت کو اس قدر مہنگا کر دیا کہ غریب لوگ چیخ اُٹھے اور حکومت کے خلاف انکی نفرت عداوت میں بدل گئی اور عداوت انتقام کی آگ جلانے میں کامیاب ہوگئی۔ ملاوٹ، بلیک اور ذخیرہ اندوزی کے کالے ناگ کھُل کھیلے اور عوام ان کے ظلم کی چکی میں پسنے لگے حکومت میں گھُسے ہوئے بے دین، مرزائی، رافضی اور کمیونسٹ اپنی اپنی لابیوں کے لئے کام کرتے رہے اور ملکی سرمائے کی تباہی وبربادی میں دن رات ایک کر دیا اربوں روپے کے قرضے بطور سیاسی رشوت کے دین دشمن لوگوں کو مزید طاقتور بنانے کے لئے معاف کر دیئے اقراء فنڈ ہضم کر لیا زرعی قرضوں کو غریب عوام کے نام پر حاصل کرنے والے بدکاروں کی تجوریوں میں ڈالدیا گیا عوام میں اضطراب بڑھتا گیا۔ اور نچلی سے نچلی سطح کے لوگوں نے جب بھی معاشرہ میں ہونیوالی برائی پر تبصرہ وتنقید کی تو یہی فقرہ مسلسل سُننے میں آیا کہ جناب یہ ہے ضیاء الحق کی اسلامائزیشن۔ حتیٰ کہ اگر کسی محلے یا سڑک پر گٹر کا پانی اُبل پڑا تو لوگوں نے نہایت بھونڈے انداز میں یہ کہا کہ لیجئے صاحب، ضیاء الحق کا اسلام بہہ نکلا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حالات اس نہج پر پہنچے تو سیاسی آوارہ گرد، مرزائی، رافضی کمیونسٹ جاگیردار، سرمایہ دار، دیل سولائزڈ حرام کار اور ان کے پالتو بہت مطمئن نظر آنے لگے کہ اب ان کے دل کی مراد پوری ہورہی ہے۔ مولوی ضیاء الحق کی ایسی تیسی، ہم اسکو وہ مزہ چکھائیں گے کہ یاد کریگا۔ اور اس کے دلال مولویوں کی کھیپ پاکستان میں پھر اسلام کا نام نہیں لے گی۔

(۶) ضیاء الحق نے اپنے اسلامائزیشن کے عمل کی شکست کا برملا اعتراف کیا اور اس کے ساتھ ہی جونیجو حکومت کو مع اسکی اسمبلیوں کے چلتا کیا، یہ عمل جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ثابت ہوا اور

جونیجو مع اپنی موافق و مخالف سیکولر زلبرز قوتوں کے اپوزیشن کا وہ رول ادا کرنے کے خواب دیکھنے لگے جو بھٹو نے ایوب دور میں "معاہدۂ تاشقند" کے استحصال سے کیا تھا لیکن ضیاء الحق نے جونیجو کو پورا احترام دے کر اس پر جو چار جز لگائے وہ اُن کا آج تک جواب دے سکے۔

ا:۔ جونیجو حکومت نے اسلامائزیشن کے عمل کو تمام منفی قوتوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔

ب:۔ جونیجو دور کی اسمبلیوں نے اسلامائزیشن کے سلسلہ میں کسی اسلامی قانون کی منظوری تو درکنار قوانین اسلام کے نفاذ کے لئے ایک قرارداد تک پاس نہ کی۔

ج:۔ ان اسمبلیوں نے "تجدید شریعت" کے سنگین عمل کی حوصلہ افزائی کی اور ان افراد کی پشت پناہی کی جو اس سازش میں مصروف تھے اسمبلی میں خاتون رکن نے علماء کی توہین کی حضور علیہ السلام کی توہین کی گئی اور "اُمّی" کا ترجمہ جاہل کیا گیا۔

د:۔ ان ممبرانِ اسمبلی نے حکومت سے لئے گئے اربوں روپے اپنے سیاسی سیاہ عمل کیلئے برباد کئے اور قومی مفاد کے لئے کچھ نہ کیا الّا ماشاء اللہ۔

س:۔ ان اسمبلیوں نے اسلامائزیشن کے راستہ میں پوری قوت سے رکاوٹ پیدا کی اور عوام میں اس کے اچھے تاثر کو زائل کیا۔

(۶) ضیاء الحق شہید نے جو سب سے بڑی غلطی کی وہ یہ تھی کہ اس اللہ کے بندے نے جس طاقت کے بل بوتے پر ——

ا:۔ بھٹو کو پھانسی دی ——

ب:۔ ۱۹۷۳ء کے دستور کو باقی رکھا مگر معطل کیا —— اُسی طاقت کے باوصف

ج:۔ سیاستدانوں اور اخبارات کو دین کے خلاف تنقید بلکہ بدزبانی کی کھلی چھٹی

د:۔ مذہبی طبقاتی کشمکش پیدا کر کے اُبھارنے اور اسے عفریت بنانے والے علماءِ سوء کو اس دھشیانہ عمل بد کی بھی کھلی چھٹی دی۔

س:۔ رافضیوں، مرزائیوں اور کمیونسٹوں کی زیرزمین سازشوں اور کھلے عام جارحیت پر بھی نرم سے نرم انداز میں گرفت کی۔ جس کے ایسے خوفناک نتائج برآمد ہوئے کہ ضیاء الحق کے تمام مخلصانہ دعووں اور افغانستان میں اسلامی جہاد اور پاکستان کے بقا کی جنگ لڑنے کے باوجود اسلامائزیشن

کا عمل بُری طرح ناکام ہوا حالانکہ صدر شہید کو چاہیئے تھا کہ خوف اور تنہائی کے احساس سے بالاتر ہو کر ایک اسلامی انقلابی کی طرح اسی قوت کے بل بوتے پر نفاذِ اسلام کا عمل جاری کرتے جس میں دین دشمن ابلیسی قوتیں اپنے کیفرِ کردار کو پہنچتیں، صدر شہید مر تو پھر بھی گئے موت سے تو انہیں کوئی طاقت نہیں بچا سکتی تھی وہ پاکستان کی دینی قوتوں کو اعتماد میں لیتے اور واضح طور پر انہیں اس انقلابی عمل کے ساتھ متفق کر لیے کاش ہائے حسرت ضیاء شہید وہ سب کچھ کر گزرتے جو انقلابی کیا کرتے ہیں اور پھر مر بھی جاتے تو یہ صحرائی چادر بُری نہ ہوتی ع مر بھی گئے تو چادرِ صحرائی بُری نہیں

یہی کہا جاتا نا کہ ایک دیوانہ اسلامی انقلاب کے عمل کے عمل کی گھاٹی سے گزرتا ہوا صلاح الدین ایوبی، نورُ الدین زنگی، سید احمد شہید، مولوی احمد اللہ شاہ، جنرل بخت خاں اور امام شامل رح کی طرح شہید کر دیا گیا تو کوئی دُکھ کوئی غم اور کوئی ملال کوئی حسرت باقی نہ رہتی اور اب تو حسرتوں، مایوسیوں تاریکیوں اور خوفناکیوں کا ایک گھنا جنگل اور دلدلیں سامنے ہیں جن کے عبور کے تصور سے ہی رُوح لرز اٹھتی ہے ——— موجودہ حالات کچھ ایسے ہیں کہ ایک طرف خانہ فرہنگ ایران پاکستانی سبائیوں کو ہمہ جہت طاقت مہیا کر رہا ہے۔ اور یہ سبائی پاکستان کو رافضی سٹیٹ بنانے کے لئے بڑے سے بڑا جوا کھیلنے سے بھی باز نہیں آئیں گے ان کی تاریخ میر جعفر و میر صادق ایسے گماشتوں ابن علقمی جیسے غداروں کافروں اور مشرکوں کے مکروہ و مردود کردار سے "مرصع" ہے اور یہ سبائی اس پر فخر بھی کرتے ہیں اور حسن بن صباح کے کردار سے کون واقف نہیں ان کا ظاہر و باطن اور ان کا فرو فسر دحسن بن صبّاح ہے۔ دُوسری طرف بھارت اپنے پالتو سیاسی کارندوں کے ذریعہ کراچی اور حیدر آباد میں مشرقی پنجاب کے سکھوں کی دہشت گردی کا ذلیل ترین انتقام لے رہا ہے اس دہشت گردی میں ایران سے آنیوالا دس ہزار ایرانی جس کے پاس نہ پاسپورٹ ہے نہ شناختی کارڈ مگر اسلحہ ہے، سرمایہ ہے اور اس کے استعمال کا ہدف بھی ہے برابر کا شریک ہے سندھ کا ہندو وڈیرہ جو مہاجر مسلمانوں کی اقتصادی ترقی سے خوفزدہ ہے اور اسکی تعلیمی و سیاسی ترقی ہرگز برداشت نہیں کرتا وہ وہاں کے بعض مسلمان سندھی وڈیروں کی وساطت سے بھارت کی سیاسی اداکاراؤں کا ننگا ناچ دیکھنے میں ہمہ تن مصروف ہیں اور سندھی دائیں لابی کے سیاستدان تمام طبقات کے اکثر علماء اس ڈانس کو دیکھ کر مسرور و شاداں ہیں تیسری طرف رُوس جیسی سُپر پاور افغانستان میں اپنی ذلت و رُسوائی اور تاریخ کی ذلیل ترین پسپائی میں سب سے بڑا مجرم ضیاء الحق اور پاکستان کو سمجھتا ہے اور اس پسپائی کا انتقام لینے

کے لئے اس نے خوفناک اور عبرتناک نتائج بھگتنے کی دھمکی بھی دے رکھی ہے ان اضطراب انگیز اور انتہائی پریشانی کے حالات میں غلام اسحٰق خاں کی حکومت نے الیکشن کا نامناسب فیصلہ کرلیا حالانکہ سیلاب نے الیکشن کا سیلاب بلا روکنے کی وارننگ بھی دی ہے۔ مگر سیاسی نٹ کھٹ اس پر چونکہ ہرگز راضی نہیں ہیں، اس لئے الیکشن —— الیکشن —— اور صرف الیکشن ہو ہو کے رہیں گے، لیکن نتائج —— اللہ کی پناہ ان سے عہدہ برا ہونے کی کس میں ہمت ہے۔ بھٹو کی دختر زرداختر نے کاغذات داخل کرنے سے پہلے ہی جو بشارت دی ہے وہ یہ ہے کہ وہ برسر اقتدار آتے ہی "حدود آرڈی نینس" منسوخ کردے گی۔ غیر ملکی دسترخوان کا بچا کھچا کھانے اور چبانے والے ابھی سے اس قدر خوش و خرم نظر آتے ہیں گویا انہوں نے الیکشن جیت کر حکومت بنا لی ہے اور پاکستان میں زانیوں کی حکومت قائم ہوگئی ہے (معاذ اللہ) جنہوں نے "ضیا مشن" سے انتقام لینے کے لئے یہ کار خیر بھی سرانجام دے دیا ہے۔

ہمارے بیچارے علماء

اور علماء امت بریلوی اہل حدیث اور دیوبندی انکی حالت تو بہت ہی قابل رحم ہے کہ یہ حضرات جو مسند قال اللہ وقال رسول اور منبر و محراب کے وارث انبیاء کے وارث ہیں، باہمی اتحاد تو درکنار صلح و اتفاق اعانت و اشتراک عمل کی خیر سے بری طرح محروم ہیں حالات کی سنگینی و مستقبل کی خطرناکیوں —— اور حکومت الٰہیہ کے قیام کا تقاضی تو یہ ہے کہ ان تینوں طبقات کے جلیل القدر اکابر اپنی اپنی مسندوں اور خانقاہوں سے برآمد ہوں اور اپنی تمام تر ظاہری و باطنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دین جو ایک فکری، نظری اعتقادی اور یقینی قوت ہے اس پر مجتمع ہو کر انقلاب اسلامی کا زوردار دھکا لگائیں۔ اور ایرانی، بھارتی، امریکی و روسی مرتد لابیوں کو شکست فاش دیں مگر ہائے افسوس کہ ؎ یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

یادش بخیر، مولانا فضل الرحمٰن نے بے نظیر زرداری سے معاہدۂ و اشتراک میں نجات سمجھی اور ؏

ہم ہوگئے اسی کے جو نہ ہوسکا ہمارا

کا نامکمل غنائیہ بن کے رہ گئے۔ دوسری طرف جناب شاہ احمد نورانی کی نورپاش شخصیت ہے جو جونیجو اور اصغر خان کو دل دے بیٹھے —— غالباً اسکی پس منظری حقیقت وہ ریٹائرڈ ملٹری افسر ہیں جو نورانی صاحب سے فیض یاب ہیں کہ انہوں نے مستقبل کا کوئی سہانا خواب دیکھا ہو یا پھر کسی نجومی کی پیشگوئیوں نے تخت اقتدار بچھا دیا ہو بہر نوع یہ عجیب اتحاد ہے کہ اصغر خاں صاحب کا جو مولوی کو کوستے ہوئے نہیں

تھکتے وہ مولوی کی بغل میں کھڑا ہونا پسند کرتے ہیں۔ یہ بھی کیا طرفہ تماشے کی بات ہے کہ الیکشن کی منفی، وقتی، ہنگامی ناپائیدار اور مفاد پرستانہ سیاست نے کس کو کس کے ساتھ لا کھڑا کیا ہے یعنی ع

شراب سیخ پہ ڈالی، کباب شیشے میں

اور لیجئے یہ اس میں بھی اکٹھے نہ رہ سکے اغراض ومفادات کی علیحدگی نے انہیں بھی توڑ پھوڑ دیا۔ مولانا سمیع الحق اور جماعت اسلامی یہ بھلا کیوں تنہا رہتے انہوں نے بھی مچھلی کی طرح الٹی زقند لگائی جمعیت و جماعت بھی شریک حیات الیکشن کے چناؤ میں کامیاب ہو گئیں بڑی داد ملی بڑی مبارک سلامت کی تھیلیں چُنی گئیں اور اُمت کو ان کے اس "ردّیہ" سے یہ بات سمجھ آگئی کہ یہ لوگ دین اور دینی انقلاب نفاذِ شریعت اور آئین شریعت سے کس قدر "مخلص" ہیں، اور یہ بھی روز روشن کی طرح سامنے آگیا کہ یہ لوگ صرف الیکشن کے لئے مخلص ہیں اور اس کے لئے یہ متحد بھی ہو سکتے ہیں اور وہ بھی دائیں بازو کے سیکولرز لبرز کے ساتھ اور بائیں بازو کے لادینوں کے ساتھ مگر دین کی بقاء واستحکام دینی اقتدار کے قیام کے لئے اکٹھا نہیں ہو سکتے تو پھر بات سمجھ میں آگئی۔ چونکہ یہ دین کے لئے مخلص نہیں اس لئے :

۱۔ جمعیت العلماء پاکستان

۲۔ جماعت اسلامی

۳۔ جمعیت العلماء اسلام' درخواستی گروپ

۴۔ جمعیت العلماء اسلام ' فضل الرحمٰن گروپ

۵۔ اہل حدیث' فضل حق گروپ

۶۔ اہل حدیث' علاّمہ گروپ

یہ آپس میں نہیں مل بیٹھ سکتے، سب تقسیم در تقسیم کے گورکھ دھندے سے غیروں اور دین کے قاتلوں کے ساتھ مل کر بیٹھ بھی سکتے ہیں اور سیاسی مہم بھی چلا سکتے ہیں غیروں اور دین کے قاتلوں کے مقابلہ میں اپنا اُمیدوار بھی چھوڑ سکتے ہیں اور اُن کے لئے ووٹوں کی دریوزہ گری بھی کر سکتے ہیں ہم اس صورتِ حالات پر صرف یہی کہہ سکتے ہیں ع

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

بر زوالِ ملک و ملت . بر زوالِ شرع و دیں

پھر ان کے اشتراک و اتحاد کس قدر ناپائیدار ہیں کہ رات میں متحد ہیں سورج کے طلوع ہوتے ہی ایک دوسرے کے مخالف کیمپ میں نظر آتے ہیں پھر سیٹوں کی بارگیننگ ہوتی ہے دوسری شام پھر مجلس میں اکٹھے ہوتے ہیں مگر پچھلی رات کسی اور کی دستک پھر آنکھیں پھیر لیتے ہیں اور اخبارات ہیں کہ تمام خبریں تصدیق کے ساتھ سچی خبریں چھاپے چلے جاتے ہیں۔ عوام پر اس اتحاد، پھر افتراق و انتشار اور پھر مخالفت سے یہ تاثر مرتب ہوا کہ یہ سب کچھ حلال طیب ہے جب علماء کرام یوں کے قائل ہیں تو ہم عوام بھلا کیونکر پیچھے رہیں حالانکہ دینِ برحق یہ کہتا ہے کہ :

اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا" ــــــــــ

اپنے وعدے پورے کرو تحقیق بے شک ہر وعدہ کی باز پرس بھی ہوگی ـــــــ مگر کیا علماء کو باز پرس نہ ہوگی؟ ان سیاسی بازی گروں کو بھی شاید کسی نے نہیں پوچھنا غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے عوام کا حافظہ چونکہ بہت کمزور ہے شاید مرنے کے بعد بھی معاذ اللہ ...... کا حافظہ کمزور ہے اور وہاں اخباری لابیاں پروپیگنڈے کا زہر پھیلا کر وہاں بھی پلاٹ تیار کر دیں گے۔

آخری گزارش :

پاکستان میں نفاذِ اسلام کے لئے ایک آخری اور فیصلہ کن جنگ کی ضرورت ہے اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب یہاں کی تمام دینی جماعتیں حکومتِ الٰہیہ کے قیام کی قدرِ مشترک پر متحد ہو جائیں ذاتی، معاشی اور سیاسی مفادات دین پر قربان کرکے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں، زندگی یا موت کے فیصلہ کی بنیاد پر زبردست جدوجہد کے ذریعہ تمام کفریہ نظاموں کا ٹاٹ یکسر لپیٹ دیں، اس مقصد کے حصول کے لئے تمام دینی جماعتوں کو یہ عہد بھی کرنا ہوگا کہ وہ ہمیشہ کے لئے لادین سیاست دانوں سے تعاون و اشتراک ترک کر دیں گے۔

حالات، واقعات اور مشاہدات کی روشنی میں صاف نظر آ رہا ہے کہ اگر دینی قوتیں متحد نہ ہوئیں اور جدوجہد کا کوئی انقلابی رُخ اختیار نہ کیا گیا تو پھر اللہ کے عذاب کی صورت میں ظلم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے

قارئینِ کرام سے درخواست ہے کہ انفرادی و اجتماعی طور پر استغفار کی مجلسیں برپا کریں اور اجتماعی معافی و بخشش کی دعائیں مانگیں، نہ جانے کس کی آہ رسا عرشِ الٰہی تھام لے اور اُمت پر رحمتِ الٰہی سایہ فگن ہو ـــــــ آمین :

جناب محمد حسن چغتائی مدظلہ
امیر عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

"ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے"

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ
پیکرِ ایثار و وفا جناب ملک عبد الغفور انوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ (آف اکوڑہ خٹک) کا شمار اُن پاکباز، حق گو اور صحیح العقیدہ چیدہ علماء کرام میں ہوتا تھا جن کا دم اِس قحط الرجال کے دَور میں لبا غنیمت ہے۔ مجھے مولانا مرحوم کی زیارت کا شرف کبھی حاصل نہیں ہوا لیکن میرے دِل میں اُن کی دینی خدمات اور جدوجہد کی دلربا اداؤں کی وجہ سے اُن سے غائبانہ عقیدت کا انمٹ جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ مکہ معظمہ کے قیام کے دوران اُن کی وفات کی خبر سُنی تو مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اپنے گھر کا فرد چل بسا ہو اور جب تک حرم شریف میں جا کر مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے طواف اور نوافل کی ادائیگی نہ کی سکون سے محروم رہا۔ مرحوم کے علمی مقام اور رُوحانی علوِ مرتبت کو تو صاحب علم و روحانیت حضرات ہی سمجھ سکتے ہیں لیکن اُن کی جس ادا پر میں فریفتہ ہوا وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق، عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام و استحکام کے لئے جہادِ اسلامی افغانستان میں بھرپور شرکت اور انتھک جدوجہد ہے جس کے لئے وہ تادمِ آخر بے قرار و مضطرب رہے۔

آج سے کوئی بیس سال قبل حضرت مولانا مرحوم قاسم العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے تو دیگر شہروں کے دینی کارکنوں کے علاوہ بہاولپور کے احباب بھی مولانا کی تقریر سننے ملتان گئے، انہوں نے برسبیلِ تذکرہ بیان کیا کہ دَورانِ خطاب مولانا نے فرمایا کہ "میں مفتی نہیں۔ کوئی فتویٰ جاری نہیں کرتا۔ یہاں مستند اور بلند پایہ علماء کرام کا اچھا خاصا اجتماع ہے۔ اُن کی موجودگی میں اپنے مسلمان بھائیوں کو دردمندانہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ آئندہ اپنے بچوں کا نام " غلام احمد" رکھنے میں احتیاط سے کام لیں، اس

نام کی بہت ہی عظمت ہے اگر یہ نام رکھیں تو پھر ان بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیں اور گھر میں مکمل دینی ماحول مہیا کریں تاکہ یہ بچہ مستقبل میں اسم بامسمیٰ ہو۔ بعض تلخ اور بھیانک تجربات نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ ایک غلام احمد[۱] نے مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کے لئے انگریز کی سرپرستی میں جعلی نبوت کا ڈھونگ رچایا اور جہاد کی منسوخی کا فتنہ پیدا کیا۔ تو دوسرے غلام احمد[۲] نے انکارِ حدیث کا فتنہ برپا کر کے مسلمانوں کے ایمان و یقین کو لوٹا۔ دونوں کا وجود مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا باعث بنا (ممکن ہے ان الفاظ میں کچھ کمی بیشی ہو، بہرحال مفہوم یہی تھا) اصل بات تعلق باللہ اور اطاعت رسول ہے، جس کا اللہ سے جتنا مضبوط تعلق ہوگا بات بھی اسی انداز سے منہ سے نکلے گی، اور ایسے ہی پاکباز اور نورانی چہروں کو چومنے لینے کو دل چاہتا ہے —— رب ذوالجلال والاکرام حضرت مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور اُن کی روح پر فتوح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دیں۔

ع ایں دعا از من و از جملہ آمین باد

جناب ملک عبدالغفور انوری رحمۃ اللہ علیہ

جی حضوریوں کی بستی میں ایثار و وفا کا مجسم پیکر

آج کے اخبار میں مجلس احرارِ اسلام کے سابق امیر رفیق مکرم الحاج ملک عبدالغفور انوری مرحوم و مغفور کے اچانک سانحہ ارتحال کی خبر نظر سے گزری تو دل مسوس ہو کر رہ گیا کہ اگر کوئی بروقت اطلاع مل جاتی تو کم از کم جنازہ اور تدفین میں شمولیت کا موقع میسر آجاتا اور زبان پر، انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ کا حزنیہ جاری ہوگیا۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد نہ صرف خود شاہ جیؒ ملتان کے ہو گئے بلکہ لانگے خان باغ کے ایک جلسہ میں کسی عاشقِ صادق کے نعرۂ مستانہ کے مطابق شاہ جیؒ کا مرقد بھی اس باغ کے متصل قبرستان جلال باقری میں بن گیا، ملک صاحب مرحوم اپنی زندگی کے آخری سانس تک مجلس احرارِ اسلام سے منسلک رہے، اور باوجود پیرانہ سالی کے حسبِ توفیق خدماتِ ملک و ملت بھی انجام دیتے رہے، اور جس طرح سے اُن کے

---

[۱] مرزا غلام احمد قادیانی لعنۃ اللہ علیہ [۲] غلام احمد پرویز علیہ ما علیہ

والدِ مرحوم نے شاہ جیؒ سے تعلق استوار کیا تھا، انوریؔ صاحب مرحوم نے بھی شاہ جیؒ کے خاندان سے بدستور تعلقات کو قائم رکھا۔

ملک صاحب کی وفات سے وابستگانِ احرار ایک مُخلص بزرگ کے مُخلصانہ مشوروں سے محروم ہو گئے۔ اور ان کے اپنے خاندان کے افراد اُن کے مشفقانہ سایہ کے لئے نوحہ کناں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشیں اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دیں۔ آمین!

مرسلہ: رابعہ نُور محمد نظامی
—— انجمن ربانیہ، بھوئی گاڑ ضلع اٹک

امیرِ شریعت اور ساحرؔ لُدھیانوی

حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جہاں اقلیمِ خطابت کے یکتا فرمانروا تھے وہاں شعر و اَدب سے بھی گہرا اُنس تھا۔ اُنہیں شعر فہمی اور شعر شناسی میں کمال درجہ حاصل تھا۔ بڑے بڑے شاعر اُن کے شعری انتخاب اور داد کو سَند جانتے تھے۔ ایک دفعہ ایک احرار کارکن نے مشہور شاعر ساحرؔ لُدھیانوی کی نظم "قحطِ بنگال" آپ کو سُنائی جس کا ایک شعر تھا ؎

ملیں اِس لئے ریشم کے ڈھیر بُنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں

حضرت امیرِ شریعت نے برجستہ فرمایا ؎

چمن کو اِس لئے مالی نے خُوں سے سینچا تھا
کہ اُس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

اُنہی دِنوں ساحرؔ، شورشؔ کاشمیری کے ہمراہ شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شاہ جی نے فرمایا: ساحرؔ یہ شعر تمہاری نذر کرتا ہوں۔ ساحرؔ تڑپ اُٹھے، بہت مسرور ہوئے اور کہا میں اِسے قبول کرتا ہوں —— ساحرؔ کے ابتدائی دِیوان میں اس شعر کے ساتھ لکھا ہے:

"ہدیہ از امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری"

حضرت مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
احمد پور شرقیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قسط اوّل

قلمی بے راہ روی کا ایک نیا نمونہ

چند روز ہوئے، ایک اہلِ علم دوست نے ایک کتاب ہمیں دیکھنے کو دی. کتاب کا نام ہے "**میزان**"۔ اور اس کے مُصنّف یا مُؤلّف ہیں "**جاوید احمد الغامدی**". کتاب میں چند مضامین شامل ہیں جو مختلف عُنوانات پر لکھے گئے ہیں. مُصنّف کا شوقِ اجتہاد تمام مضامین میں نمایاں نظر آتا ہے. اِن حضرت کی مُجتہدانہ صلاحیتوں پر تفصیلی گفتگو انشاءاللہ ہم کسی دُوسری فُرصت میں کریں گے. اِس وقت ہم ایک خاص مسئلہ کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ **واللہ الموفق لما نرید**۔

کتاب میں "رجم کی سزا — اہم مباحث" کے عنوان سے چار مضمُون شامل ہیں اور تیسرا مضمون غامدی صاحب کے قلم سے نہیں، بلکہ اُن کے اُستاد صاحب کا رقم فرمُودہ ہے۔ غامدی صاحب تمہید میں لکھتے ہیں :

"اِس سوال کے جواب میں جو رائے اُستاذ امام امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر' تدبّرِ قرآن میں دی ہے، مجھے اس سے پُورا اتّفاق ہے. اس وجہ سے اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے میں آں محترم کی یہ تحقیق یہاں شائع کر رہا ہوں" (اھ)

مولانا امین احسن اصلاحی ——— قطع نظر اس سے کہ اُن پر لفظ "اِمام" کا اِطلاق دُرست ہے یا نہیں ——— علمی حلقوں میں جانی پہچانی شخصیت کے مالک ہیں. عرصۂ دراز تک وُہ مولانا مودُودی کے دستِ راست رہے اور بطور وکیلِ صفائی اُن کی طرف سے دفاع کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ بعد میں اُن سے الگ ہوگئے. جب محمد ایوب خاں کے مقابلہ میں مس فاطمہ جناح صدارت کی امیدوار بن کر میدان میں آئی تھیں تو مولانا مودُودی محترمہ کے زبردست حامی تھے اور مولانا امین احسن نے ایک نہایت معرکۃ الآراء مقالہ لکھ کر ایوبی محاذ کو تقویت پہنچائی تھی. راقم السّطور مولانا کے بارے میں ہمیشہ خوش فہمی اور حُسنِ ظن سے کام لیتا رہا۔ برسوں ماہنامہ "میثاق" کا خریدار رہا۔ مولانا کی تفسیر تدبّرِ قرآن تو کبھی راقم کے ذہن کو اپیل نہ کر سکی لیکن اُن کے دُوسرے مضامین سے اِستفادہ کرتا رہا. مگر **وَا وَيۡلَاهُ** ! "لنکا سے جو بھی نکلا، سو باون گز کا" یہ

شوقِ اجتہاد اور جذبۂ لَنْ تَرَانِیْ بھی عجب آفت ہے۔ جانے بحرِ علم کے کیسے کیسے شناور تھے جنہیں یہ شوق لے ڈوبا۔
اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا:

لَا تُعْجَبُوْا بِاَحَدٍ حَتّٰی تَنْظُرُوْا بِمَ يُخْتَمُ لَهٗ (تفسیر ابن کثیر) || تم کسی کو دیکھ کر حیرت میں نہ پڑ جاؤ، یہاں تک کہ یہ نہ دیکھ لو کہ اس کا انجام کیونکر ہوتا ہے۔

حضرت حُذیفہؓ، ایک جلیل القدر صحابی ہیں اور انہیں صَاحِبُ السِّرِّ (رازدارِ نبوّت) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، فرمایا کرتے تھے:

"اے اہلِ علم! تم سیدھے رہو، اگر (خدانخواستہ) تم دائیں بائیں چلے گئے تو ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا گمراہ ہو کر تم بہت دُور ہو جاؤ گے"۔ (بخاری)۔

اور سیدنا عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"تین چیزیں اسلام کی بربادی اور زوال کا موجب ہیں ۱: عالِم کی لغزش، ۲: منافق کا قرآن کو آڑ بنا کر جھگڑنا، ۳: گمراہ کُن سرداروں کی حکومت"۔ (دارمی)۔

امین احسن اصلاحی صاحب کی زیرِ نظر تحریر پڑھ کر، وَاللّٰہِ العظیم، ڈر لگتا ہے کہ اُن کے نام کے ساتھ "مولانا" کا لفظ ملایا جائے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی اہلِ علم بزرگ ازراہِ خیرخواہی، نہایت خلوصِ قلب اور درد کے ساتھ انہیں سمجھائیں کہ حضرت! بزرگ عمری میں آپ نے یہ کیا غضب ڈھایا ہے کہ بخاری اور دیگر صحاحِ ستّہ کی روایات کو نظر انداز کرتے ہوئے، بلکہ دیانت کا خون کر کے، آپ نے ایک صحابیٔ رسول کو "گنڈا"، "بدمعاش" "بدخصلت"، "بدبخت" اور "منافق" ثابت کرنے پر سارا زورِ قلم صَرف کر دیا؟ اپنا بھی ستیاناس کیا، اوروں کا بھی بیڑا غرق کیا۔

صاحبِ موصوف، اب عمر کے اُس حصّے میں پہنچ چکے ہیں کہ آدمی کے مزاج میں چڑچڑا پن اور ہٹ کا مادہ نقطۂ عروج پر پہنچ جاتا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری یہ گذارشات اُن کے دل و دماغ کو نرم کر سکیں گی، بہرصورت كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ کے وِزر سے بچنے کے لئے ہم نے سطورِ ذیل لکھنے کی جراءت کی ہے۔ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ط

اصل واقعہ:

عہدِ رسالت میں ایک شخص (حضرت) ماعز اسلمیؓ سے جرمِ زنا کا صدور ہو گیا تھا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ

یہ بات رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی اور خود اُنھوں نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے جرم کا اقرار کیا جس کے بعد آنحضورؐ کے حکم پر انہیں حد لگائی گئی۔ اُنہیں سنگسار کیا گیا۔

یہ واقعہ حدیث کی تمام کتابوں میں موجود ہے اور تواتر سے ثابت ہے۔ شارحینِ حدیث بھی اس کا متواتر ہونا بیان کرتے ہیں اور صاحبِ فتاویٰ حامدیہ نے احادیثِ متواترہ کو جمع کر کے ایک رسالہ "الصلوٰۃ الفاخرۃ بالاحادیث المتواترۃ" کے نام سے مرتّب کیا ہے۔ اُس میں ص : ۷۵ پر اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن جہاں تک اس واقعہ کی تفصیلات کا تعلّق ہے تو وُہ اخبارِ آحاد میں آئی ہیں اور ان میں بظاہر کہیں کہیں اختلاف نظر آتا ہے۔ ہم ان تفصیلات میں جانے سے پہلے ضروری سمجھتے ہیں کہ اصلاحی صاحب کے چند جُملے یہاں نقل کر دیں۔ حضرت ماعزؓ کے بارے میں وُہ لکھتے ہیں :

۱ــــ "اس شخص کے بارے میں کتابوں میں جو روایات ملتی ہیں اُن میں نہایت عجیب قسم کا تناقض ہے بعض روایات سے معلُوم ہوتا ہے کہ بڑا بھلا مانس تھا اور بعض سے معلُوم ہوتا ہے کہ یہ ایک نہایت بدخصلت گُنڈا تھا ۔۔۔۔۔ ؛ مَیں اُن روایات کو ترجیح دیتا ہوں جن میں اس کا وُہ کردار سامنے آتا ہے جس کی بنا پر یہ مستحقِ رجم ٹھہرا۔" ص : ۱۷۶

۲ــــ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی شرارتوں کی رپورٹ ملتی رہی، لیکن چونکہ کسی صریح قانون کی گرفت میں یہ نہیں آیا تھا اس وجہ سے آپ نے کوئی اقدام نہیں کیا۔ بالآخر یہ قانون کی گرفت میں آگیا۔ آپ نے اس کو بُلوا کر نہایت تیکھے انداز میں پوچھ گچھ کی۔ وُہ تاڑ گیا کہ اب بات چھپانے سے نہیں چھپ سکتی اِس وجہ سے اُس نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔"

۳ــــ "ماعز نے بھلے مانسوں کی طرح خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے جرم کا اقرار نہیں کیا بلکہ وُہ اپنے قبیلے والوں کے اصرار پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس توقع پر آیا کہ خُود حاضر ہو جانے سے غالباً وہ کسی بڑی سزا سے بچ جائیگا۔ حضور کو اُس کے جرم کی اطلاع پہلے سے مل چکی تھی اور اُس نے آپ کی پُوچھ گچھ کے نتیجے میں اقرارِ جرم کیا۔"

۴ــــ "اس کا کردار ایک نہایت "بدخصلت گنڈے" کا کردار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کسی غزوہ کے لئے نکلتے تو مردوں کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر یہ "جنس زدہ بدمعاشوں" کی طرح عورتوں کا تعاقب کرتا۔" ص : ۱۷۷۔

۵۔۔۔ "بعض روایات سے اس تعاقب کی نوعیت بھی واضح ہوتی ہے کہ اس طرح تعاقب کرنا تھا جس طرح بکرا بکریوں کا کرتا ہے۔"

۶۔۔۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مغفرت کے لئے دعا کی نہ اُس کا جنازہ پڑھا۔ جو اس بات کی شہادت ہے کہ اُس کو کٹر "منافق" قرار دیا گیا۔" ص: ۱۷۷

آہ! کس قدر جفا کار ہے وہ قلم، جو شرافت اور حیا کے تمام تقاضوں کو نظر انداز کر کے اس طرح بے باکانہ ایک صحابیٔ رسول کے بارے میں غلیظ اور نجس الفاظ استعمال کرتا ہے۔ کتنا بد دیانت، خوفِ خدا سے محروم اور حیا باختہ ہے وہ مصنّف، جو روایاتِ صحیحہ کو یکسر نظر انداز کر کے اشہبِ قلم کو اس طرح بے لگام چھوڑ دیتا ہے۔ کیا وقت کے "امام" نے کتبِ حدیث میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں پڑھا:

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ، اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْۢ بَعْدِیْ۔	میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، پھر سُن لو، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد اُن کو نشانہ نہ بنا لینا۔

ایک طرف حضورؐ کی وصیّت ہے، دوسری طرف آپ کی "بزعمِ علمی تحقیق"! کسی عدالت میں فوجداری مقدمہ پیش ہوتا ہے تو ملزم کو صفائی کا پورا موقع دیا جاتا ہے، عدالت اس کے گواہوں کو بغور سُنتی ہے لیکن آپ پیغمبرِ خدا کے صحابی کے برخلاف فردِ جرم مرتّب کر کے یکطرفہ فیصلہ سنا دیتے ہیں۔ اُفٍ لّکُمْ!

آئیے! اب ہم اقتباساتِ بالا کے مختلف اجزاء پر الگ الگ گفتگو کرتے ہیں۔

روایات کا تعارض:

اصلاحی صاحب نے سب سے پہلے تو قارئین کو "روایات کے تعارض" کا ہوّا دکھلا کر پریشان کرنا چاہا۔ واقعہ یہ ہے کہ زیرِ نظر قصّہ میں روایات میں کوئی ایسا اہم تعارض نہیں پایا جاتا جس کو "عجیب قسم کے تناقض" قرار دیا جا سکے۔ یہ محض اصلاحی صاحب کی اپج ہے۔ ثانیًا، اگر واقعی ایسا کوئی تعارض پایا جاتا ہے تو دیکھنا چاہیے کہ سلف محدثین، شارحینِ حدیث، چودہ سو سال کے مفسّرین، فقہاء اور علمائے اُمّت نے ان روایات سے وہ نتائج اخذ کئے ہیں، جن تک اصلاحی صاحب کا ذہنِ رسا پہنچا ہے؟ اگر اُن میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کہا — اور یقینًا ایسا نہیں کہا تو ہم اصلاحی صاحب سے عرض کریں گے

ع : سخن شناس نۂ دلبرا، خطا ایں جاست !

اُصولِ حدیث کی تمام کتابوں میں یہ قاعدہ مُسلّمہ لکھا ہُوا ہے کہ اگر ایک ہی واقعہ یا مسئلہ کے مُتعلق روایات میں بظاہر اختلاف نظر آئے تو جہاں تک ممکن ہو اُن میں تطبیق اور توفیق کی صُورت پیدا کی جائے۔ جہاں ایسا کرنا ممکن نہ ہو وہاں پر ترجیح یا نسخ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ حضرت ماعزؓ سے متعلق واقعہ کی تفصیلات میں جہاں تھوڑا بہت تعارض نظر آتا ہے وہاں بھی محدثین حضرات نے اِسی قانون سے کام لیا ہے، جیسا کہ ہم آگے نقل کریں گے، مگر اصلاحی صاحب نے اِن اکابر اُمّت کی تصریحات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا کردار :

اِصلاحی صاحب نے تو حضرت ماعزؓ کو "بدخصلت گنڈا" اور "بدمعاش" تک کہہ دیا اور اُن کا سراپا جن لفظوں میں بیان کیا ہے، وہ آپ اُوپر پڑھ چکے ہیں۔ لیکن اُن کو عادی مجرم ثابت کرنے کے لئے وُہ کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی نقل نہیں کرسکے۔ زیادہ سے زیادہ وُہ اس بارے میں جو کچھ وُہ کہہ سکے ہیں وُہ یہ ہے :

" میری رہنمائی کے لئے یہ بات کافی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو رجم کی سزا دلوائی۔"

فلسفۂ شریعت کے اِس ماہر سے کوئی پُوچھے تو، حضرت! جب تک کسی مُجرم کا عادی مجرم ہونا ثابت نہ ہو جائے کیا وُہ سزا کا مستحق نہیں بنتا؟ اگر ایک شخص پرہیز گار اور حلال خور ہے لیکن کسی موقع پر لالچ یا ہوائے نفس سے مغلوب ہو کر اُس نے چوری کر لی اور جُرم ثابت ہو گیا تو کیا اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا؟ اور جب ہاتھ کاٹ لیا تو یہی کہا جائیگا کہ صاحب، یہ بڑا اُچکا اور لفنگا تھا، جب بھی اسے موقع ملتا تھا لوگوں کے مال پر ہاتھ صاف کر لیتا تھا۔ ایک شخص نیک کردار ہے لیکن کسی سے اُس کی تُو تکار ہو گئی اور وُہ بے قابو ہو گیا، دھار دار آلہ اُٹھایا اور مدِمقابل کو خاک و خون میں ملا دیا تو کیا وُہ مستوجب سزا نہ ہو گا؟ ــــــ کتنی بودی اور بے وزن ہے یہ دلیل کہ چُونکہ فلاں آدمی کو فلاں جُرم میں عدالت سے سزا ہوئی تھی اس لئے معلوم ہُوا کہ وُہ پکا لوفر، لفنگا، لُچا اور بدمعاش ہے۔ بدمعاشی اس کا شب و روز کا مشغلہ ہے۔ قارئین اس نکتہ کو بخوبی ذہن نشین رکھیں کہ کسی شخص کے بارے میں اتفاقیہ جُرم کا ثابت ہو جانا اور بات ہے اُس کا عادی مجرم ہونا اور چیز ہے۔ حضرت ماعزؓ کے بارے میں جو کچھ روایات میں آیا ہے، وُہ اِتفاقاً اُن سے جُرم زنا کا سرزد ہونا ہے۔ مَعاذ اللہ کسی روایت سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ :

"جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کسی غزوہ کے لئے نکلتے تو یہ پیچھے سے دبک کر بیٹھ رہتا اور مردوں کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر شریف بہوؤں بیٹیوں کا تعاقب کرتا۔" میزان ۱۷۶

اس کے برعکس ابوداؤد اور مسند احمد کی روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ محض ایک اتفاقی واقعہ تھا۔ روایت ملاحظہ کریں :

" نعیم بن ہزّال رضؓ کہتے ہیں کہ ماعز بن مالک یتیم ہو کر میرے والد (ہزّال کی پرورش میں) میں تھے۔ فاصاب جاریۃ من الحی۔ وہ قبیلے کی ایک عورت سے بدی کا ارتکاب کر گزرے"۔ (اھ)

ویسے بھی سوچنے کی بات ہے کہ اصلاحی صاحب کا یہ کہنا کہ :

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی شرارتوں کی رپورٹ ملتی رہی لیکن چونکہ کسی صریح قانون کی گرفت میں یہ نہیں آیا تھا اِس وجہ سے آپ نے کوئی اقدام نہیں کیا۔" میزان ص: ۱۷۶۔

کتنا غلط ہے۔ کیا اِسلام میں "حد" سے ورے "تعزیر" کے نام سے سزا کی کوئی قسم نہیں ہے جو جرم کے آخری حد تک پہنچنے سے پہلے مجرم کو دی جا سکتی ہو؟ کیا خیرالقرون کے لوگ بھی بھڑوے اور بے غیرت تھے؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ) کہ ایسے بدقماش لوگوں کو برداشت کر لیتے تھے؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں تو پھر اصلاحی صاحب کو اس ہرزہ سرائی کے لئے اللہ سے معافی مانگنی چاہیے جس کی زد صرف حضرات صحابہؓ پر ہی نہیں بلکہ خود شانِ رسالتؐ پر پڑتی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب :

ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو مُسلم شریف کی اُس روایت سے شبہ گزرے جو اصلاحی صاحب نے اس موقع پر نقل کی ہے۔ ہم یہاں پر وہ روایت اصلاحی صاحب کے ترجمہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور پھر بتائیں گے کہ اصلاحی صاحب نے قارئین کو کیونکر دھوکہ دیا ہے ـــــ یا ـــــ اُنہیں کیونکر دھوکہ لگا ہے۔

.... قال : ثم قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا من العشی، فقال اَوَ کلما	راوی بیان کرتے ہیں کہ اُسی دن عصر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا : کیا ایسا نہیں ہوتا تھا کہ

انطلقنا غزاة فی سبیل	جب کبھی ہم جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے
اللہ تخلف رجل فی	نکلتے تھے تو ایک شخص پیچھے ہمارے اہل وعیال
عیالنا له نبیب کنبیب	میں رہ جاتا تھا جو شہوت کے جوش میں بکرے کی طرح
التیس علیّ ان لّا اُوتی	ممیاتا تھا۔ سُنو، مجھ پر لازم ہے کہ اس طرح کی
برجل فعل ذٰلك الا نکلت	حرکتیں کرنے والا کوئی شخص میرے پاس لایا جائے
بہ قال : فما استغفر له	تو میں اس کو عبرتناک سزا دوں۔ راوی بیان کرتے
و لا سبه (صحیح مسلم کتاب الحدود)۔	ہیں کہ آپ نے نہ اس کیلئے مغفرت کی اور نہ اسے بُرا کہا۔

اِس سلسلہ میں ہم عرض گذار ہیں کہ :

(ا) دھوکہ یہاں سے لگتا ہے کہ روایت کے خط کشیدہ الفاظ کو کھینچ تان کر حضرت ماعزؓ پر منطبق کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ خطبہ دینے کا ذکر مُسلم شریف میں بھی ہے اور ابوداؤد شریف میں بھی۔ ایک روایت حضرت جابرؓ بن سمرہ سے منقول ہے جو دونوں کتابوں میں مَوجُود ہے اور دوسری روایت حضرت ابوسعید خدریؓ سے ہے جو صرف مسلم میں ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت میں "خلف احد هم" کے لفظ آئے ہیں۔ مگر یہ لفظ نقل کرتے تو شاید اصلاحی صاحب کو ترجمہ میں "ایک شخص پیچھے رہ جاتا تھا" کہہ کر اپنا مطلب نکالنا مشکل ہو جاتا۔

(ب) روایت کے لفظ خواہ کچھ بھی ہوں، اصل دھوکہ تو ترجمہ کے خط کشیدہ لفظوں سے لگتا ہے جو بالکل غلط ہیں۔ بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو مَوقع محل کی مناسبت سے آپ اُمّت کو پند و نصیحت فرماتے تھے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ وعظ و نصیحت کے ہر جُملہ میں پیش آنے والے کسی واقعہ کی طرف اِشارہ ہو۔ مثال کے طور پر سُورج گہن ہوئی، آنحضورؐ نے صلوٰۃُ الکسوف ادا فرمائی اور اس کے بعد ایک خطبہ دیا، جس میں ارشاد فرمایا :

"سُورج اور چاند کو گہن نہ تو کسی کے مَرنے سے لگتا ہے، نہ کسی کے جینے سے ..... اے اُمّتِ محمدؐ ! اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ہے کہ اُس کا بندہ یا باندی زنا کا اِرتکاب کرے۔"

اِس مَوقع پر یہ اِرشاد فرمانا تو واقعات کی بُنیاد پر تھا کہ "سُورج اور چاند کو گہن کسی کی مَوت کی وجہ سے نہیں لگتا۔" کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ ایسا سمجھتے تھے، مگر آگے یہ جو ارشاد فرمایا ولا لحیوتہ کہ نہ گہن کا تعلق کسی کے

جینے سے ہوتا ہے۔ تو اس کا تعلق کسی واقعہ سے نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ لِمَوْتِ اَحَدٍ کے ساتھ وَ لَا لِحَیٰوتِہٖ کا پیوند تقاضائے بلاغت کے عین مطابق ہے۔

پھر خطبہ کا جو دُوسرا حصّہ ہے، یعنی زنا سے ترہیب، تو ظاہر ہے کہ اس روز کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جس کے تحت حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا، بلکہ محض اس وجہ سے کہ اُس وقت دلوں میں خوفِ خدا کے جذبات مَوجزن تھے، آپ نے غیرت دلانا اور اس ملعون گناہ سے ڈرانا مناسب خیال فرمایا۔

اِسی طرح ایک مرتبہ حضورؐ نے اُمّت کو نصیحت فرمائی کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے پیٹے جس طرح غلاموں کو مارا جاتا ہے کہ پھر دن کے آخر میں وُہ ہم بستری کے لئے اُس کا محتاج ہوگا۔ اَب اگر کوئی شخص یُوں سمجھ لیتا ہے کہ فی الواقع عہدِ رسالت میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا اور شبِ تاریک نے اپنی زُلفیں بکھیریں تو وُہ حقِّ زوجیّت وصُول کرنے کے لئے اُس کے پاس پہنچ گیا، تو ایسا سمجھنے والا بلاشبہ بڑا احمق اور نادان ہوگا۔ بات صرف اس قدر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے ہی بلیغ انداز میں مَردوں کو سمجھایا کہ عَورت تو مَرد کیلئے جنسی تسکین کا سامان ہے اور اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ زوجین میں باہم اُلفت و محبّت ہو۔ جہاں اِس قسم کا تعلّق ہو، وہاں تشدّد اور بے جا سختی کا کیا کام؟ ——

بعینہٖ جب زیرِ نظر واقعہ پیش آیا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس پر بڑا اثر تھا۔ اُس روز آپ نے ظہر کی نماز غیر معمولی حد تک طویل فرمائی کہ لوگ تھک گئے (دیکھئے مُصنّف عبدالرزّاق)۔ عصر کے وقت آپؐ نے خطبہ دیا جو تقاضائے وقت کے بالکل مطابق تھا۔ اَب منقولہ بالا حدیث کا صحیح ترجمہ سُنیئے۔ اِرشاد فرمایا:

> "کیا یہ بھی کوئی بات ہے کہ جب ہم جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے چلے جائیں تو کوئی آدمی پیچھے ہمارے اہل و عیال میں رہ جائے اور شہوت کے جوش میں بکرے کی طرح ممیاتا پھرے"۔۔۔ اھ

یہ ایک عام نصیحت ہے۔ نہ تو خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعِز کا نام لیا کہ وُہ ایسا کرتا تھا، نہ صحابی یا بعد کے کسی راوی نے بیان کیا ہے کہ حضورؐ نے یہ ارشاد ماعِز کے حق میں فرمایا تھا بلکہ اس کے برعکس مُسندِ احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضؓ ہی سے ایک روایت منقُول ہے جس میں صریحاً یہ بتایا گیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو تنبیہ فرمائی جو حضرت ماعِزؓ کے حق میں طعن و تشنیع کر رہے تھے۔ لیجئے آپ بھی یہ روایت پڑھ لیجئے:

(باقی آئندہ)

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

"اے کہ تیرے وجود پر خالق دو جہاں کو ناز"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے پوری دنیا میں جور و جبر کا تسلط تھا، ہر طرف قیامت خیز فتنے برپا تھے۔ انسان درندوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا کہ رحیم کو رحم آیا اور فرمانروائے کائنات پہلوئے آمنہ سے ہویدا ہوئے، بت کدوں میں کہرام مچ گیا۔ آتش کدوں میں خاک اڑنے لگی۔ مژدۂ ولادت سنتے ہی سارا جہاں مسکرا اٹھا۔ اور ہر طرف بہاریں ہی بہاریں، روشنیاں ہی روشنیاں نظر آنے لگیں ؎

کلمہ آپ کا سنگریزوں کو دیکھا جو پڑھتے ہوئے
پتھروں کو خدا کہنے والوں کے لب پہ اذاں آ گئی
وقت کا قافلہ روشنی کے سفر پہ رواں نہ ہوا
اپنے ہاتھ میں کھلتے ہوئے پھول لیکر خزاں آ گئی

ہادی اکبر، سرور و رہبر، بہتر و برتر صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل انسان تھے۔ آپ صاحب شمشیر و نگین بھی تھے، گوشہ نشین بھی، شہنشاہِ کشور کشا بھی رہا۔ اور نمونۂ صدق و صفا بھی، علم و حلم، سخاوت و شجاعت، حکمت و عدالت، شفاعت و رحمت، فہم و ذکا، جود و سخا، بندہ نوازی، غریب پروری اور خلق و مروت کے پیکر تھے۔

اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ باسمورتھ اسمتھ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری لکھتے ہوئے رقمطراز ہے:

"جس طرح آپ مذہب کے پیشوا تھے۔ اسی طرح ایک حکومت کے سب سے بڑے مدبر بھی تھے ان کے پاس باڈی گارڈز نہ تھے، کوئی قلعہ یا محل نہ تھا۔ تاہم ان کے ہاتھ میں ساری قوت تھی"۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب میں سوال کرتا ہے:

"کیا یہ خیال کرنا بھی ممکن ہے کہ ایسی ذات جس نے بچوں کے قتل کروانے کی رسم بد کو مٹایا ہو، شراب خوری اور جوئے سے نجات دلائی ہو۔ اور جس نے شادی کے لئے پاکیزہ سماجی آئین و قواعد بنائے ہوں۔ کیا ایسی ذات جو اِن اصلاحات کے لئے انتہا سے کوشاں رہی ہو، جھوٹی خیال کی جا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔"

ایک اور عیسائی مصنف لکھتا ہے کہ مسلمان اپنے رہبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس والہانہ انداز سے قدر کرتے ہیں، کہ آج بھی اگر کسی مسلمان کو کاغذ کا ایک پرزہ زمین پر پڑا ملے تو وہ اُسے اُٹھا کر کسی سوراخ میں ٹھونس دیتا ہے۔ مبادا اِس پرزے پر اللہ محمدؐ کا نام ہو۔

فلپ کے حتّی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتا ہے:

"دنیا میں محمدؐ کے نام کے جتنے بچے ہیں، اُتنے کسی نام کے نہیں۔ ہماری دنیا میں ہر آٹھواں شخص محمدؐ کا پیرو ہے۔ تمام سطح ارضی پر دن بھر کے چوبیس گھنٹوں میں کسی نہ کسی جگہ اذان کی شکل میں اللہ کے ساتھ محمدؐ کا نام ضرور سنائی دیتا ہے۔"

ہوگر تھ کہتا ہے: ——

"یہ بات بہت اہم ہو یا بے حقیقت لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر آج بھی کروڑوں انسان نہایت پابندی سے عمل کرتے ہیں۔ جن شخصیتوں کو انسانی نسل کے کسی گروہ نے مکمل انسان تسلیم کیا ہے، ان میں کسی کی تقلید اتنی احتیاط سے نہیں ہوئی۔"

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اتنی عظیم ہستی ہونے کے باوجود آج کل کے پیرانِ تسمہ پا یا بیوروکریٹس کی طرح اپنے رفقائے کار سے ہٹ کر رنگین جُبّے قُبّے یا شاندار دفاتر میں نہیں بیٹھتے تھے۔ بلکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھُل مل کر اِس طرح بیٹھتے تھے کہ آنے والے اجنبی کو پوچھنا پڑتا تھا، "آپ میں سے محمدؐ کون ہیں؟" رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بعد جن کا سب سے بڑا رتبہ ہے، انہیں ملنے کے لئے کسی پرچی کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ہر ایک کی سنتے تھے، اور سننے کے بعد انصاف کے تقاضوں کے مطابق حق کو جاری فرماتے۔ دورخی ڈپلومیسی یا جسے آج کل سیاست کہا جاتا ہے اس کا آپ کی زندگی میں کہیں نشان نہیں ملتا۔ آپ کا دین واضح طور پر عملی ہے جو اپنے بانی کے عملی دماغ ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ آپ کی تعلیمات گم کردہ راہ انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ابدی، مستقل اور آفاقی ہیں، ایک محدود زمانے یا محدود لوگوں کے لئے

نہیں ۔ اس میں کوئی ناقابلِ قبول نصب العین نہیں ملتا ۔ دُنیا دی پیچیدگیاں اور الجھن نام کی اس میں کوئی چیز نہیں ، کوئی صوفیانہ رسوم نہیں ۔ پادریوں ، پنڈتوں اور پروہتوں کے اقتدار جیسی کسی گدی نشینی کا تصور نہیں جو کسی کو خصوصی تقدس عطا کرے ۔ یا کسی کو وراثت میں ہی حاصل ہو ۔ آپ کے دین میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ نیک ہے ۔ چاہے وہ جھونپڑی میں رہنے والا مزدور ہی کیوں نہ ہو ۔ اور سب سے زیادہ معتوب وہ شخص ہے جو بدکردار و بدقماش ہے ۔ چاہے وہ بنگلے ، کوٹھی میں رہنے والا بہت بڑا لیڈر ، جاگیر دار ، صنعت کار یا آفیسر ہی کیوں نہ ہو ۔ ساقیٔ کوثر ، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق گھاس پھوس کی اُس جھونپڑی پر خدا کی رحمت کی بارش ہوتی ہے جس سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آرہی ہو اور اس کوٹھی پر خُدا کی لعنت برستی ہے جس میں زنا ، شراب اور فحاشی کی ترغیب دی جارہی ہو ۔

حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

"تمہارا خُون ، تمہارا مال ، تمہارے حقوق اور تمہارا ننگ و ناموس ایک دوسرے پر حرام ہے ــــ اے لوگو ! آخر تمہیں بارگاہِ ایزدی میں پیش ہونا ہے ۔ وہاں تمہارے کردار کی باز پُرس ہوگی ۔ اے لوگو ! تمہارے مُلازم ، جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ ۔ جو خود پہنو ، وہی اُنہیں پہناؤ ۔ جو لڑکا باپ کے سوا کسی دُوسرے خاندان کا دعویٰ کرے ۔ اس پر خُدا کی لعنت ہے ۔ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اُس کا مال صرف نہ کرے ۔ قرض ادا کئے جائیں ۔ اُدھار لی ہوئی چیزیں واپس کی جائیں ۔

اے لوگو ! تم سب کا خُدا بھی ایک ہے تم سب کا باپ بھی ایک ہے ۔ لہٰذا کسی عربی کو کسی عجمی پر ، کسی عجمی کو کسی عربی پر ، کسی سُرخ کو کسی سیاہ پر ، کسی سیاہ کو کسی سُرخ پر کوئی پیدائشی برتری حاصل نہیں ۔ ہاں افضل وہی ہے جو نیکی اور حُسنِ سلوک میں زیادہ ہو ۔ ہر مُسلمان دُوسرے مسلمان کا بھائی ہے ــــ اے لوگو ! میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ میرے بعد کوئی اُمت ہے ۔ پس تم سب اللہ کی عبادت کرو ، نمازِ پنجگانہ کی پابندی کرو ، رمضان کے روزے رکھو ۔ خوش دِلی سے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالو ۔ اللہ کے گھر کا حج کرو ۔ اے لوگو ! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر تم نے اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھا ۔ تو تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے ۔ وہ چیز اللہ کی کتاب اور میرا راستہ ہے ۔"

آج کل کے اِس مادی و الحادی دَور میں جب مذہبی ماحول کا فقدان ہے، چالاکی اور دغا بازی کو ہوشیاری کا نام دیا جا رہا ہے۔ جھوٹ اور مکر و فریب کو بیدار مغزی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ امام رازیؒ اور غزالیؒ سے گزر کر ملٹن اور گوئٹے سے عہد و پیمانِ وفا باندھے جا رہے ہیں۔ محمدؐ کی بجائے ماؤ کو اپنا نجات دھندہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کعبہ کو چھوڑ کر ماسکو اور واشنگٹن کو قبلہ ٹھہرایا جا رہا ہے۔ مارکس اور ہٹلر کے بنائے ہوئے دستورِ حیات کو صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور محمد عربیؐ کی تعلیمات کو مُلّا ازم کا نام دے کر اسلام سے فرار کی راہیں تلاش کی جا رہی ہیں۔ عقل مند کو بے وقوف اور بے وقوف کو عقل مندی نہیں دانش ور کا نام دیا جا رہا ہے۔ با اختیار لوگ مظلوم عوام کے آنسوؤں سے ظالم کے قہقہوں کو ہوا دیتے ہیں اور با اختیار لوگوں کو حبیبی اور نفسی عیش و عشرت کا سامان مہیا کرنے والے دسیسہ کار، زندگی کے ہر شعبے میں دندناتے پھرتے ہیں۔ سُود کو منافع اور رشوت کو حق کہتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں کی جاتی۔ شب کور نقادوں کی طرف سے اپنی نفسی کوتاہیوں کا جواز پیدا کرنے کے لئے شعائرِ اسلام کو ہدفِ تنقید بنایا جا رہا ہے۔ ہم صرف اسی لئے مسلمان ہیں کہ والدین نے ہمارا نام مسلمانوں جیسا رکھ دیا تھا، باقی کردار کا دُور دُور تک نشان نہیں ملتا۔ ایسے گئے گزرے دَور میں انتہائی ضرورت ہے کہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کیا جائے، اسلام کی حقیقی رُوح کو عملی طور پر زندگی کے ہر شعبے میں جاری و ساری کیا جائے۔ کہ

محمدؐ کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

نئی مطبوعات

مرزائیت کے قلعہ کو مسمار کرنے کیلئے عظیم ہتھیار

- عقیدۂ ختمِ نبوت علم و عقل کی روشنی میں — ۱۸/- روپے
  مولانا محمد اسحٰق صدیقی
- اسلام اور مرزائیت — مولانا محمد عبد اللہ — ۱۲/- روپے
- قادیانیوں کے دجل و فریب کے شکار مسلمانوں کو دعوتِ حق — ۲۵/- روپے
  مولانا محمد عبد اللہ

ان کا مطالعہ تحریکِ ختمِ نبوت کے ہر کارکن کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

مولانا محمد عبدالحق چوہان
گلشن معاویہ، رحیم یار خان

قسط دوئم

تلخ و شیریں

اور اس کے بعد تحریر کرتے ہیں :

"جنگِ صفین کے معاملہ میں ایک علاقے کا گورنر مطالبہ کرتا ہے کہ میں چونکہ مقتول کا رشتہ دار ہوں اس لئے قاتلوں کو میرے حوالہ کیا جائے اور دوسرے یہ کہ معزول کئے جانے پر تلوار اُٹھائے حضرت معاویہ کے یہ دونوں مطالبے غلط تھے۔ گورنری کوئی موروثی جاگیر نہیں ہے اور بیس بائیس برس تک حضرۃ معاویہ کا گورنر رہنا بھی درست نہیں تھا"

مضمون کے اس حصہ میں مودودی نے حضرۃ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر تین الزامات سے اپنی عقربی صفت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اوّل یہ کہ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قاتلینِ عثمان کو میرے حوالہ کرو۔ تاریخی روایات مودودی کے اس الزام کی تکذیب کرتی ہیں کیونکہ کتب تاریخ میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حادثۂ جمل کے بعد سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے توسط سے حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بیعۃ کرنے کے لئے ایک مراسلہ تحریر کیا۔ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسکے جواب میں فرمایا۔ "کہ اس وقت سب سے پہلے قاتلینِ عثمان سے اخذ قصاص ضروری امر ہے"۔ اور بیعۃ سے بھی انکار کیا کیونکہ ان کے نزدیک حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی خلافۃ آئینی حیثیت سے منعقد نہیں ہوئی تھی۔

و رجع علی الی الکوفۃ	حضرۃ علی رضی اللہ عنہ (حادثۂ جمل کے بعد)
التی جعلھا مقر	اپنے دار الخلافۃ کوفہ کی طرف واپس آئے تو آپ
خلافتہ فارسل جریر بن	نے جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو معاویہ
عبد اللہ البجلی الی	رضی اللہ عنہ کے پاس شام کی طرف روانہ کیا
معاویۃ بالشام یدعوہ	اور ان کے توسط سے ان سے مطالبہ کیا کہ
الی الدخول فیما دخل	وہ حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی بیعۃ میں داخل
فیہ الناس ولیعلمہ باجتماع	ہو جائیں جس طرح کہ دوسرے لوگ داخل

المهاجرين والأنصار على بيعته فامتنع معاوية حتى تقتل قتلة عثمان حيث كانوا ثم يختار المسلمون لأنفسهم إماماً لأنه رأى أن بيعة علي لم تنعقد لافتراق الصحابة أهل الحل والعقد في الآفاق ولا تتم البيعة إلا باتفاقهم ولا تلزم بعقد من تولاها من غيرهم أو من القليل منهم فجعل رضي الله عنه القصاص من قتلة عثمان أول واجب على المسلمين [إتمام الوفاء ص٢٢٦]

ہو چکے ہیں اور ساتھ یہ اطلاع بھی دی کہ مہاجرین و انصار نے حضرۃ علی (رضی اللہ عنہ) کی بیعت پر اجماع کر لیا ہے، حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعۃ کرنے سے اس وقت تک انکار کیا جب تک قاتلین عثمان کو تلاش کر کے قتل نہ کیا جائے اور اس کے بعد مسلمانوں کو اختیار دیا جائے تاکہ وہ خلیفہ کا انتخاب کریں، اس لئے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی خلافۃ تاہنوز منعقد نہیں ہوئی کیونکہ اہل حل و عقد صحابہ ملک کے مختلف گوشوں میں منتشر ہیں جبتک انکا اتفاق نہ ہو اس وقت تک خلافۃ منعقد نہیں ہو سکتی اور اہل حل و عقد صحابہ کے علاوہ جن لوگوں نے حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی بیعۃ پر اجماع کیا ہے یا ان حضرات میں سے قلیل لوگوں نے آپکی بیعت کی ہے اس بیعۃ سے خلافۃ منعقد نہیں ہو سکتی۔ اور حضرۃ معاویہ کی یہ رائے تھی کہ اس وقت سب سے زیادہ اہم فریضہ مسلمانوں کے اوپر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے اخذ قصاص ہے۔

اور یہ رائے صرف حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی نہیں تھی۔ بلکہ اکابر صحابہ کی ایک کثیر جماعۃ کی تائید بھی ان کو حاصل تھی ——————

وكان كثير من الصحابة يرون

اکثر صحابہ کی رائے یہ تھی کہ اس وقت مسلمانوں

ان اوّل الواجبات على المسلمين فى هذا الوقت هو تتبع قتلة عثمان والقصاص منهم اقامة لحدود الله و رأوا انه لا يصلح تاخيره (اِتمام الوفاء ص۲۱۳)	پر سب سے پہلے اور اہم یہ فرض ہے کہ قاتلین عثمان کو تلاش کر کے اللہ کے حدود کو قائم کرتے ہوئے ان سے خونِ ناحق کا بدلہ لیا جائے کیونکہ ان صحابہ کے نزدیک حدود اللہ کے قائم کرنے میں تاخیر کرنا صحیح نہیں۔

اسی بناء پر ان اکابر صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے تخلف اختیار کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت سعید بن زید، حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت اسامہ بن زید، حضرت مغیرہ بن شعبہ۔ حضرت عبد اللہ بن سلام۔ حضرت قدامہ بن مظعون۔ حضرت ابو سعید الخدری، حضرت کعب بن عجرہ، حضرت کعب بن مالک۔ حضرت نعمان بن بشیر، حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسلمہ بن مخلد، حضرت فضالہ بن عبید رضوان اللہ علیہم اجمعین ——— ان حضرات یا ان کے علاوہ جن صحابہ نے بھی آپ کی بیعت سے تخلف اختیار کیا۔ ان میں سے کوئی شخص بھی اس بات کا قائل نہیں تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات میں خلافت کی صلاحیت نہیں بلکہ اس وقت پوری اُمت اس بات پر متفق تھی کہ سبقت اسلام، اسلامی خدمات۔ تدیّن تفقہ، اصابت رائے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری، جیسے اوصاف جلیلہ کے باعث آپ بدرجۂ اتم خلافت کے مستحق ہیں لیکن یہ تخلف اور اختلاف صرف اور صرف آپ کی پالیسی اور حزب سبائیت کے تغلب اور تسلط کے باعث تھا۔ ان غیر نقول سے یہ بات بالکل ہی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اولاً یہی مطالبہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ قصاص لیں اور ان اشرار و مفسدین پر حدود اللہ قائم کریں کیونکہ حدود اللہ کے قائم کرنے میں کسی سبب سے بھی تاخیر نہیں کی جا سکتی۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ مطالبہ کہ قاتلین عثمان کو ہمارے حوالہ کر دو، ثانوی حیثیت میں تھا۔ چنانچہ تاریخی روایات میں ہے کہ جب حضرت جریر رضی اللہ عنہ دمشق پہنچے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا تو آپ نے ایک مجلس مشاورت طلب کی اور ان کے سامنے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا پیغام پیش کیا تو آخر کار مجلس نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا۔

فابوا ان يبايعوا حتى يقتل قتلة عثمان او ان يسلم اليهم قتلة عثمان	ان لوگوں نے اس وقت تک بیعت کرنے سے انکار کر دیا جب تک کہ قاتلین عثمان کو قصاص میں قتل نہ کیا جائے یا ان کو ان کے

(البدایہ ص ۲۵۲ ج ۷) حوالہ نہ کہا جائے۔

مودودی کا دُوسرا الزام کہ :

"اور دُوسرے یہ کہ معزول کئے جانے پر تلوار اٹھانے حضرۃ معاویہ کے دونوں مطالبے غلط تھے۔"

مودودی کے اس الزام سے دُو باتیں مترشح ہوتی ہیں اوّل یہ کہ حضرۃ معاویہ اور حضرۃ علی رضی اللہ عنہما کی معرکہ صفین میں آویزش اسس بنا پر تھی کہ حضرۃ علی رضی اللہ عنہ نے حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کو عمل شام سے معزول کیا اور آپ نے معزولی کے احکام کا جواب تلوار سے دیا ، دُوسری بات یہ کہ اسس آویزش کی ابتدا ، حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوئی ۔ تاریخی روایات مودودی کے اسس الزام کی تکذیب کرتی ہیں ۔ معرکۂ صفین کے اسباب وعلل بیان کرتے ہوئے مؤرخین کا بیان ہے کہ :

(باقی آئندہ)

(ایک نثری نظم) ختمِ نبوّت مِشن کے

ایک مُجاھد کا عزمِ صمیم

سید حبیب الرحمٰن اُحرار

(ابن سید فضل الرحمٰن احرار) سلانوالی

میں نے یہ عہد کیا ہے
جب میں بڑا ہوں گا
دین کا عالم بنوں گا
اور علم کی روشنی میں
سیدھی راہ چلوں گا
دین کے دشمنوں
مُشرکوں
مرزائیوں

خمینیوں سے لڑوں گا
اُحرار کے جھنڈے تلے
پیر بُخاری کی جماعت میں
آخری سانس تک
ان کے فرزندوں کے دوش بدوش
شاہ جی کے نقشِ قدم پر چلوں گا ۔

جہانِ نسواں سے
ایس ایس بخاری

تیرگی میں مطلع انوار

ایک تو ہر سال نئی تقریر اور پھر جاندار بھی ہو! مسئلہ اپنی جگہ اہم تھا مگر میں بھی حسبِ معمول مصروفیات سے وقت نکال پائی تھی تو اُس وقت کہ جب فقط ایک رات کی "مہلت" وقت تقریب میں اور ہم میں حائل تھی خیر ایسی بھی کوئی بات نہ تھی، شام بھر کی مغز ماری سے ہی مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا۔ تقریر کا خاکہ ذرا ذہن میں واضح ہو گیا تو کچھ اطمینان کی سانس لی، مزید کچھ سوچنے یا لکھ لینے پر طبیعت فوری طور پر آمادہ نہ تھی، میں نے بڑھ کر کھڑکی کا پردہ سرکا دیا، یک لخت فضا میں انوکھی سی تازگی محسوس ہوئی، کچھ چاندنی کا نور، کچھ ڈھلتی رات کا سُرور! ردائے نیل گوں پر جھلملاتے ہوئے ستارے جستجوئے منزل میں نکلنے والوں کی راہنمائی کر رہے تھے، ماحول میں اک عجیب سی رونق تھی، ایک ہی وقت میں طمانیت، آسودگی، اور سکون کا بھلا سا احساس ہو رہا تھا، جی چاہا یہ لمحے رُک جائیں اور یہ منظر کبھی بدلنے نہ پائے، لیکن ایک تو رات تیسرے پہر کی آغوش کو ہمک رہی تھی دُوسرے تقریر کے خاکہ میں رنگ بھرنا ابھی باقی تھا، ذہن بے طرح ساکن و صامت تھا، گفتگو کا کوئی رُخ اور اُسلوب سُوجھ رہا تھا کہ اُس کا اظہار سماں باندھ دے۔ یہ شب تاریک تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہ دے۔ ذہن کو بات نہ سُوجھے، شاید تیرگی تو ذہن کو محیط تھی جو سکوتِ شب کے پہلو سے ہویدا رنگ و نور کو ذہن کے فلک پر اُبھرنے یا چمکنے میں مانع تھی۔ لمحے، پَل، گھڑیاں اسی خاموش اضطراب میں صدیاں بننا چاہ رہے تھے کہ یکا یک جیسے دیواروں نے آج سُننا ترک کر کے بولنا شروع کر دیا ع

شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

میں تو بس ایک دم ہی کسی عامل کا معمول ہو کے رہ گئی۔ کوئی پوچھ رہا تھا صبح تمہارے ہاں کوئی فنکشن ہے — ؟ ہاں ..... کیسا — ؟ کبھی صبح بارہ ربیع الاوّل ہے نا ...... کیا ہوا تھا اُس دن — ؟

اُس دن مجبور و مظلوم لوگوں کو نجات دہندہ میسّر آیا، اپنی منزل سے دُور سسکتی تڑپتی اور دم توڑتی انسانیت نے اُس دن اپنے محسن کو پایا ایک ایسا راہبر میسّر آیا جس نے خالق اور مخلوق کے درمیان دوبارہ رشتہ

اُستوار کیا...... اسی دِن فاران کی چوٹیوں سے ایک ایسا آفتابِ ہدایت طلوع ہوا ایسی ہستی کا ورودِ مسعود ہوا جس نے انسانیت کے لئے فلاح و کامرانی کے دروازے کھول دیئے ـــــ کیا وہ بشر تھے ؟ نہیں عظمتِ بشر ـــــ یہ دِن اسی یاد میں منایا جاتا ہے ـــــ ؟ ہاں..... مگر کیوں ـــــ یہ اُن سے عقیدت و محبت کا اظہار ہے...... تو تمہیں اُن سے محبت ہے ؟ بالکل ـــــ وجہ ؟ ـــــ

کارِ زارِ دہر میں وجہِ ظفر ' وجہِ سکوں

عرصۂ محشر میں وجہِ درگزر خیر البشر ؐ

یعنی اُنکی محبت کے بغیر تمہارا ایمان خطرے میں ہے ؟ یقیناً ـــــ اُن کا مرتبہ ؟ خدا کے بعد وہی ہیں اُنکی حیثیت ؟ انسانیت کے محسن اور خدا کے پیغمبر...... ان کا پیغام ؟ انقلاب آفریں ـــــ اُن کی تعلیمات ؟ بے مثال ـــــ اُن کے لائے ہوئے انقلاب کی خصوصیت ؟ اُن کے لائے ہوئے انقلاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ انہوں نے اپنے ہر قول کی تصدیق اپنے عمل سے کی.... تمہارے نزدیک اُنکا اُسوہ ؟ واجب الاتباع...... آخری سوال پوچھنا چاہتا ہوں ، کہو ـــــ محبوب سے محبت کا مطلب کیا ہے ؟ یہی کہ اُس کی ہر اک بات پر سرِ تسلیم خم کر دیا جائے ہر اُس بات سے اجتناب جس سے اُسے دُکھ یا تکلیف ہو اُسکی ناراضگی کا خطرہ ہو ، مطمحِ نظر صرف اُسی کی رضا ہو ـــــ لیکن عقیدت و محبت کے اظہار کا یہ کون سا طریقہ ہے جو تم نے اور تمہاری قوم نے اپنایا ہوا ہے ؟ کیا مطلب ہے تمہارا ؟ مطلب یہ کہ ہر سال جلوسوں اور میلوں کی صورت میں قمقموں کی روشنیوں میں جھنڈیوں کے سائے میں ساز و آواز کے سنگم میں مٹھائیوں اور شیرینیوں کے ساتھ تم جشنِ ولادت مناتے ہو ـــــ لیکن کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ یہ یومِ وصال بھی ہے ؟ اگر بتیوں اور لوبان کے دھوؤں میں عطر و گلاب کی خوشبوؤں میں محفلِ میلاد منعقد کر کے اُس عظیم پیغمبر کی سیرت بیان کرتے ہو لیکن جب اعمال کی باری آتی ہے تو تم تہی دامن ہوتے ہو.... تم رشوت پر بڑے بڑے لیکچر دیتے ہو ، جھوٹ کو گناہ جانتے ہو ، سُود کو حرام کہتے ہو ، ناانصافی کو ظلم قرار دیتے ہو ، مگر تمہارے کاروبار سُودی ، تمہاری ترقی اور کامیابی کا دارومدار رشوت پر اور تمہارے معاشرے کی بُنیادیں ظُلم اور ناانصافی پر اُستوار ہیں ـــــ تم اُسوہ حسنہ کے موضوع پر بڑے بڑے مقالے اور مضمون لکھتے اور پڑھتے ہو اُسے مشعلِ راہ کہتے ہو لیکن تم نے کب اس مشعل کی روشنی میں اپنی منزل کو پانا چاہا ہے کب اُس کی تلاش میں نکلے ہو ؟ تم نے صراطِ مستقیم کو چھوڑا ، اُس عظمتِ بشر کی تعلیمات سے رُخ

موڑا ہے تو تمہاری ناؤ بھی بھنور میں آئی ہے تم ساحل سے دُور تب ہی ہوئے تم طوفانوں میں اسی لئے گھرے ہو کہ تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے اور تم نے سُنّت رسولؐ کے ساتھ استہزاء کیا ہے تم وہ تھے کہ کبھی باطل بھی تم سے لرزہ بر اندام تھا، تم جدھر جاتے شجاعت و بہادری کی داستانیں رقم کرتے چلے جاتے ملائکہ تمہاری نُصرت و مدد کو آئے، تم امن و اتحاد اخوت و بھائی چارے ایثار و قربانی کی مثال تھے، تمہاری ہیبت دُوسری اقوام پر تھی..... لیکن اب ایسا نہیں ہے —— کل جن پر تمہاری حکمرانی تھی آج تمہارے حاکم ہیں اور وہ تمہیں مسل دینا چاہتے ہیں، تمہارا دشمن آج تم سے زیادہ طاقتور ہے اور یہ اسی لئے نا کہ تمہارے اندرونی جھگڑوں نے تمہیں کمزور بنا دیا ہے، تمہارے دل نفرتوں کدورتوں کی آماجگاہ ہیں منافقت نے تمہاری رُوح کو پژمردہ کر دیا ہے تم ثُریّا کی بلندیوں سے ثریٰ کی اتھاہ پستیوں میں اسی لئے گر گئے کہ تم نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے نہ تھاما...... تم نے اُن اقوام کی تقلید کی جن کے خلاف لڑنے کو تمہارے پیغمبرؐ نے جہاد قرار دیا.......

تم نے اسلامی اصولوں سے انحراف کیا حدود اللہ کی خلاف ورزی کی۔ وہ عورت جسے تمہارے پیغمبرؐ کی تعلیمات نے خدیجہؓ، عائشہؓ، فاطمہؓ، عمارہؓ، اور سُمیّہؓ جیسے بلند مقام پر فائز کیا تم نے اسے ماڈل گرل اور مغنیہ کے طور پر پیش کیا...... افسوس —— کہ تم نے شیرینی اور مٹھائیوں کے طشت قوالی اور نعت خوانی کے اہتمام اگر بتیوں اور لوبان کے دُھوؤں میں رسولِ کریمؐ کے پیغام کو اُڑا دیا اب تمہارے پاس اس مُقدس وجود کے انقلابی پیغام کا افسانہ باقی ہے جس کا تمہاری زندگی پر کوئی نشان اور اثر دکھائی نہیں دیتا رہتا... ..... ان سب باتوں کے باوجود بھی تم ہر سال جشنِ ولادت منا کر یہ سمجھتے ہو کہ تم نے اپنے محبوب کی محبت کا حق ادا کر دیا ہے؟ نہیں، بالکل نہیں —— یہ حقیقی اور سچی محبت نہیں —— محبت کے کچھ تقاضے ہیں اور تم ان سے ناآشنا ...... محبت قربانی مانگتی ہے مگر تمہیں ناموسِ رسالت سے زیادہ اپنی زندگی عزیز ہے ....تو پھر یہ محض ایک روایت ہے، ریاکاری ہے، یاد رکھو! اگر تم نے اپنی اس روش کو نہ بدلا، تم نے منافقت اور ریاکاری کے لبادے اپنے اُوپر سے نہ اُتارے، اپنے دِلوں کو نورِ ایمانی سے منوّر نہ کیا —— اپنا ہر اُٹھنے والا قدم صراطِ مستقیم پر نہ رکھا، اپنے رب کے عائد کردہ قوانین کو دل و جان سے قبول نہ کیا تو پھر ناکامی و نامرادی ہی تمہارا مقدّر ہو گی پھر تاریکیاں اور اندھیرے ہی تمہارا حصّہ ہوں گے طوفان اور طُغیانیاں ہی تمہارا گھیراؤ کئے رہیں گی اور تمہاری زندگیوں میں کوئی بھی صبح صادق طلوع نہ ہو گی۔ یاد رکھنا...... بس بس، ایک لفظ بھی آگے نہیں سُنوں گی، کون ہو تم؟ بس، جھٹلا گئیں نا! بات جھٹلانے کی نہیں (حالانکہ تھی بھی!) حیرت کی ہے

کہ ایسی باتیں کرنے والے تو گورستانوں کی زینت بن گئے ...... ہا ہا ، یوں نہیں کہتیں کہ تہذیب نو نے بساط اُلٹ دی ہے، قبل از اسلام کی تہذیب و تعلیم کہ تمہارے بڑوں کے سبب گورستانوں کی زینت تھی آج تمہارا مقدر ہے اور تمہارے بڑے گورستانوں کی زینت —— ؟ تم مجھے پوچھتی ہو، میں کون ہوں —— ؟ میں کیوں کر بتلاؤں کہ جب تم بھول جانے کی ماہر ؟ کچھ فائدہ ! مجھے بد عادت ہے، کیسی ؟ تمہاری بولی میں "دخل در معقولات" کی ایٹی کیٹس کے سخت خلاف ! ہے نا ! بس یونہی چلا آیا —— سوچا شاید پھر پھیرا نہ لگے، کالجوں والوں کے پاس ہمارا کیا کام بی بی —— ؟

ع افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی —— میں کہتی ہوں ...... تم، یعنی —— ! نہ نہ بی بی، یہ مصرعہ —— خدا کی قسم میرا نہیں، ناراض نہ ہو، ہاں بس ایک بات —— پر نہیں، مجھے چلنا ہی چاہیئے۔ اچھا، خدا حافظ ! ارے میاں نام تو بتایا ہوتا ؟ (دور سے لوٹتی آواز) نایاب نہیں کمیاب ...... ! عجیب بات ہے "نایاب نہیں کمیاب" ؟ اچھا خیر تقریر خوب تھی اُس کی بالکل میرے مطلب کی، ہمیں مطلب سے مطلب ! پر پھر بھی کون تھا وہ —— ؟ جس کی سچی اور کھری باتوں کے نشتر ابھی بھی میرے جسم اور میری روح میں پیوست تھے —— آہ ! میں اسے نہ جان سکی، قریب تھا کہ حیرت کی جگہ حسرت لے لیتی کہ معاً عنانِ خیال، حضرتِ اقبالؒ کی طرف مڑ گئی، مگر سطح ذہن پر اُبھرنے والے اس شعر نے ڈوبتی نیا کو کنارا دے دیا ؎

رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف

حرفِ آخر

مَنِ ارْتَدَّ فَاقْتُلُوْهُ

جو مرتد ہو جائے اُسے قتل کر دو !

ارشادِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم

مطالبہ

مُرتد کی شرعی سزا نافذ کرو (تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان)

محمد یوسف شاد
کبیر والہ

سادگی

؏ شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں میری بات

انسانی خواہشات کی کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی لیکن اس کے باوجود ایمانداری سے دیکھا جائے تو انسان کی بنیادی ضروریات بہت ہی محدود ہیں اسے پیٹ بھرنے کے لئے کھانا، تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور رہنے کے لئے ایک مکان درکار ہے۔ انسان اِن تین چیزوں کے حصول کے لئے اگر سادگی اختیار کرنا چاہے تو کم سے کم بھی خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ تعیش و اسراف کا قائل ہے تو اِن ہی تین چیزوں پر کروڑوں روپیہ بہا سکتا ہے اور ممکن ہے پھر بھی اُس کی خواہشات کی تکمیل نہ ہو

اِس دَور میں معاشرتی برائیوں کی بُنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنے وسائل کی حدود کا لحاظ نہیں رکھتے اور امیر اور وسیع وسائل کے حامل لوگوں کی تقلید کرنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر وسائل کی شدید کمی کی بنا پر بیشمار مسائل میں گھر جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں معاشرہ میں رشوت، بددیانتی، چوری اور ڈاکہ زنی جیسی لعنتیں پیدا ہوتی ہیں۔ معاشرہ میں خلوص، قناعت اور سادگی کا فقدان ہو جاتا ہے۔ پُرسکون اور اطمینان بخش زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ عام اور روزمرہ زندگی میں سادگی کو اپنایا جائے اس طرح انسان نہ صرف فضول خرچی سے بچے گا بلکہ نفسی و شیطانی خواہشات سے چھٹکارہ حاصل کر لے گا۔

سادگی دنیاوی حرص و ہوس سے نجات دِلاتی ہے تفکرات سے محفوظ رکھتی ہے اور ذہنی پریشانیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ شہ خرچیوں سے انسان مقروض ہو جاتا ہے اور سادگی کو اپنانے سے زندگی میں توازن قائم ہو جاتا ہے۔

ہمارے دین میں انسانی زندگی کے فطری تقاضوں اور ضرورتوں کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ اگر ہم ذہن اور دل کی پوری یکسوئی اور سادگی سے اُس پر عمل کریں تو ہم ذاتی اور معاشرتی زندگی کی بہت سی پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اسلام اگرچہ ترکِ دنیا کا قائل نہیں دنیاوی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانا جائز تصوّر کرتا ہے لیکن اسلام پُرتکلف زندگی اور عیش پرستی کے سخت خلاف ہے۔ اگر ہم اسلام کے سچے اور پکے شیدائی ہیں تو کیوں نہ ہم اس کے بنائے ہوئے راستوں پر چلیں اور سچے اصولوں پر عمل کریں۔ آیئے ہم بھی سادگی اپنائیں اور فضول خرچی سے بچیں۔ ؎ اسلام ایک حسن ہے رُوحِ حیات کا، اس حسن بیمثال کا زیور ہے سادگی۔

سیاسی پوپڑ خانہ

قمر الحسنین

اُمیدوار

تو بھک منگا ہے ووٹوں کا
یہ کام تو کوئی کام نہیں
یہ عشق سیاست بازی کا
یہ عشق بھی تیرے کام نہیں
یہ دولت و صولت پاکستان
تقدیر میں تیرے نام نہیں
تو مل بیٹھا مرزائی سے
بنیاد تری کیا خام نہیں؟
تو رافضیوں کی چال چلا
یہ شکوہ کیا اب عام نہیں؟
لادین عناصر کی سنگت
تدبیر کا پہئیہ جام نہیں

سیکولر تلنگے

چند سیکولر تلنگے اکٹھے ہوئے
دینی اقدار پہ خوب ٹھٹھے ہوئے
چند ملاّ مغل بچے اُن کے سب بنے
پھر اکٹھے یہ چمچے و چٹھے ہوئے

صحرائے سیاست

صحرائے سیاست کی ہے یہ شام بہت گرد آلود
کر دے گی مرا نام مرا کام بہت نابود
کل صبح مرے نام سے یہ ملک لیا تم نے
اب شام ہے اسلام کا بس نام ہے موجود

مرزائی رافضی

یہ مرزائی و رافضی ہیں سر گرداں
اپنی ناکامیوں پہ ہیں غلطاں پیچاں
علماء گرداب بلا میں ہیں قمر
اور کافر شب و روز ہیں رقصاں رقصاں

گھرے دوست

شاعر جو نہیں کہتے وہ میں نے کہنا ہے
اُن کی نفرت، عداوتوں کو سہنا ہے
تمام کافر ہی دوست ہیں گھرے
ان کو ایک دائرے میں بہنا ہے

پہلی منزل

ایمان میں ایقان ہے پہلی منزل
آزادئ اظہار میں بگٹٹ ہونا
تشکیک ہے اِکفار کی پہلی منزل
ہے قتلِ انسان کی پہلی منزل

محمد اکرم راہی
گلاسکو (برطانیہ)

● — مرزائی اسلامی شعائر و اصلاحات کا استعمال بند کریں ۔
——— (یوکے ختم نبوت مشن)

● — ہم آخری سانس تک مرزائیت کا محاسبہ جاری رکھیں گے ۔
——— (یوکے اسلامک مشن)

مرزائی گروہ برطانیہ میں بھی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنی تبلیغ کا راستہ ہموار کرنے میں مصروف ہیں۔ 8، ہاگز روڈ گلاسکو جی 3 میں "بیت الرحمن" کے نام سے ان کا سنٹر قائم ہے جس کا افتتاح 8 اپریل 83ء میں کیا گیا تھا۔ اس سنٹر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بین الاقوامی سطح پر سازشیں تیار ہوتی ہیں۔ یوکے ختم نبوت مشن کے رہنما مولانا سید اسداللہ طارق نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جب پوری امت مسلمہ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے چکی ہے تو پھر انہیں اسلامی شعائر و اصطلاحات کے استعمال کا کوئی حق نہیں لیکن نہایت ڈھٹائی کے ساتھ وہ سب کچھ کر رہے ہیں جس سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر سکیں یا مسلمانوں میں گھل مل سکیں۔ ہم انہیں وارننگ دیتے ہیں کہ وہ شعائر اسلامی کا استعمال ترک کر دیں ورنہ اُن کا حشر برطانیہ میں وہی کیا جائے گا جو پاکستان کے غیور مسلمانوں نے کیا ہے۔

اسیطرح "یوکے اسلامک مشن" کے سیکرٹری سید طفیل شاہ صاحب نے اپنے مشن کی طرف سے مرزائیوں کو سخت وارننگ دی ہے کہ وہ مسلمانوں میں اپنا اختلاط بند کریں اور تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ شعائر اسلامی اور دینی اصطلاحات کا استعمال ترک کریں۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ یوکے اسلامک مشن کے کارکن اپنی زندگی کے آخری سانس تک مرزائیت کا محاسبہ کریں گے۔ مرزائی یہودیوں کے ایجنٹ ہیں اور انہی کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منظم شیطانی عمل میں مصروف ہیں۔ سید طفیل شاہ صاحب نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ہم اپنی جانوں کا نذرانہ دیکر بھی عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے اور اس پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ علاوہ ازیں انہوں نے برطانیہ میں مقیم مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے معصوم بچوں اور نوجوانوں کو دینی تعلیم سے مسلح کریں تاکہ وہ مستقبل میں مرزائیوں کے ابلیسی عمل سے محفوظ رہیں۔ نژادِ نو کو عقیدۂ ختم نبوت اور توحید کی تعلیم دیں کفر و شرک اور ارتداد سے بچانے کے لئے منظم ہو کر اجتماعی جدوجہد کریں۔

حبیب اللہ رشیدی ربوہ

مسجد احرار میں دسویں سالانہ سیرت النبی کانفرنس

- پردہ نشینوں کی دعوت مباہلہ ـــــــ شکست کا برملا اعتراف
- مرزا قادیانی انگریزوں کا ایجنٹ تھا
- مسلمان پوری دنیا میں مرزائیوں کا تعاقب کر رہے ہیں
- ایوان نمرود کے روبرو صدائے محمود کی گھن گرج
- سرخپوشانِ احرار کا سیل بے کراں اور توحید ختم نبوت کے رجزیہ ترانے

قائد تحریک ختم نبوت فاتح ربوہ ابن امیر شریعت

مولانا سید عطاء المحسن بخاری

کا ایمان افروز خطاب

۱۲ ربیع الاوّل کو تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام دسویں سالانہ یک روزہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس ربوہ میں مسلمانوں کی سب سے پہلی جامع مسجد احرار میں منعقد ہوئی جس میں ملک بھر سے مجلس احرار اسلام کے سرخپوش کارکن اور دیگر مسلمان جذبۂ ایمان و یقین سے معمور ہو کر ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمّد مدظلہ امیر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے مہمان خصوصی تھے۔ عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر رفیق امیر شریعت حضرت محمد حسن چغتائی مدظلہ نے صدارت فرمائی۔

صبح دس بجے کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا جس میں احرار کے کارکنوں کے علاوہ مرکزی رہنما مولانا محمد اسحاق سلیمی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف عنوانات پر خطاب کیا۔

نماز ظہر کے بعد حسب سابق مسجد احرار سے ایک بہت بڑا جلوس برآمد ہوا جو مرزائیوں

کے معبد اقصٰی اور نام نہاد ایوانِ محمود (ایوانِ نمرود) اور گول بازار سے ہوتا ہوا مسجد بخاری پہنچ کر اختتام پذیر ہوا۔ شرکاءِ جلوس کا دینی جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ احرار کے سرخپوش مجاہدوں کا سرخ پرچموں کے سائے میں مارچ کفر شکن مظاہرہ تھا۔ فضا نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، تاج و تختِ ختمِ نبوت زندہ باد، شہداءِ ختمِ نبوت زندہ باد، غدارانِ ختمِ نبوت مردہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہی تھی۔

جلوس اقصٰی چوک پر آکر رک گیا اور یہاں پر مبلغ احرار مجاہدِ ختمِ نبوت مولانا اللہ یار ارشد نواسۂ امیرِ شریعت سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور قاری محمد یامین گوہر نے خطاب کیا۔ اس کے بعد "ایوانِ نمرود" کے روبرو جلوس پہنچا تو یکایک فضا میں "صدائے محمود" بلند ہوئی کفر پر لرزہ طاری ہو گیا۔ قائدِ تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت ابنِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے نہایت گرجدار آواز میں باطل کو للکارا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و اشہد ان محمد عبدہٗ و رسولہ لا نبی بعدہٗ ولا رسول بعدہ ولا معصوم بعدہ ولا امام بعدہ ولا اُمۃ بعد اُمتہ

احرار کے کفن بردوش مجاہدو! نشۂ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار بہادر مسلمانو! اللہ کی رحمتیں تم پر نازل ہوں تمہیں سلام پہنچے اور تمہیں مبارک ہو کہ مرزائیوں کے پوپ مرزا "ناجس" (نام نہاد طاہر) نے اپنے فرنگی شیش محل لندن میں بیٹھ کر دعوتِ مباہلہ دے کر اپنی واضح شکست کا اعتراف کر لیا ہے۔ یہ تمہاری انتھک جدوجہد اور قربانی و ایثار کا نتیجہ ہے کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں وہ اپنا گھر چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور ہم دشمن کے گھر میں توحید و رسالت کا پیغام سنا رہے ہیں۔ اللہ اکبر اور ختمِ نبوت زندہ باد کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔

قرآن کریم میں آیتِ مباہلہ میں "تعالوا" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب سامنے آکر فیصلہ کرنا ہے۔ پردہ نشین ہو کر زبان درازی کرنا نہیں، لیکن مرزا "ناجس" کذاب ابن کذاب نے قرآنی لفظ کا مفہوم و مطلب بدل کر مسلمانوں کے سامنے آنے سے انکار کیا اور اپنے دادا غلام قادیانی لعنۃ اللہ علیہ کی ایک بدبودار اور متعفن تحریر کو مدارِ مباہلہ قرار دیا۔ اور اب فرنگی کی شریکۂ حیات بن کر فرنگی سیسج کے پردوں میں چھپ کر اسلام اور مسلمانوں پر سنگ باری کر رہا ہے۔ قرآن کریم میں تحریف اور دجل و تلبیس انہیں مسیلمہ کذاب سے ورثہ میں ملی ہے۔

تم جتنے پردوں میں چاہے چھپ جاؤ ہم تمہیں جانتے ہیں اور تم ہمیں اچھی طرح پہچانتے ہو۔ احرار کارکن تم پردہ نشینوں کے چہروں سے نقاب اُلٹ دیں گے۔ اور وہ لوگ جو ابھی تک تمہارے جھوٹے تقدس اور کاروبارِ نبوت کے پرفریب حصار میں محصور ہیں انہیں بتا دیں گے کہ ؎

پس پردہ بھی کچھ نہیں ہے

پردہ داری ہی پردہ داری ہے

مسلمانو! احرار کی سیاست وقتی، ہنگامی یا صرف الیکشن تک محدود نہیں بلکہ احرار ایک زندۂ جاوید تحریک ہے۔ ناموسِ رسالت کا تحفظ اور اس راہ میں قربان ہونا ہی ہماری سیاست ہے۔

مرزائی فتنہ نے جھوٹ سے جنم لیا، جھوٹ ہی ان کی بنیاد، مقصدِ حیات، اور سیاست ہے مرزائیوں کی کوشش یہ ہے کہ لادین سیاست دانوں سے مل کر کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کی صفوں میں گھس جائیں اور انہیں انتشار و افتراق کا شکار کر دیں۔

قائدِ تحریک ختم نبوت نے مرزائیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ مرزا ناصر کا پردادا انگریز سے سات سو روپے سالانہ وظیفہ و تنخواہ وصول کرتا رہا۔ اس کا باپ اور دادا عمر بھر انگریزوں کا وفادار رہا۔ ان کا خاندان مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرتا رہا۔

تم بتاؤ ۱۸۸۰ء سے لیکر ۱۹۸۸ء تک تم نے دین کے نام پر کونسی تکلیف برداشت کی؟ تم نے برصغیر میں آزادئ وطن اور احیاء اسلام کے لئے چلنے والی درجنوں تحریکوں میں سے کسی میں بھی حصہ نہ لیا حتیٰ کہ تحریک پاکستان میں بھی باؤنڈری کمیشن میں سازش کر کے کشمیر، گورداسپور فیروزپور اور قادیان کو پاکستان سے کاٹ دیا۔ تمہاری تاریخ یہ ہے کہ تم نے عہدِ فرنگی سے لے کر عصرِ حاضر تک ایوان اقتدار کی دہلیز پر سجدہ ریزی و جبہہ سائی کر کے معاشی اور سیاسی مفادات حاصل کئے ہیں۔ جبکہ احرار کے کارکنوں اور جنگ آزادی میں شریک دیگر کارکنوں نے اپنی عمر عزیز کے بیس بیس سال جیلوں کی نظر کر دیئے۔ ہماری تاریخ خونِ شہداء سے لبریز اور جرأت و ایثار کی لازوال مثالوں سے مرصع و مزین ہے۔

قائد تحریک ختم نبوت نے مرزا کے اس بیان کو کذب و افترا کا پلندہ قرار دیا کہ " مرزائی غلام قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ مصلح اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ حالانکہ " مباحثہ راولپنڈی میں " مرزائیوں نے اقرار کیا تھا کہ وہ مرزا کو نبی مانتے ہیں۔ پھر مرزا جی کی اپنی کتابیں نبوت کے دعوؤں سے بھری پڑی ہیں۔ قائد محترم نے فرمایا کہ امت مسلمہ جس آنیوالے مسیح برحق کو مانتی ہے اس کی والدہ ہے باپ نہیں جس کی پاکیزگی و صفائی میں قرآن میں خدا خود بولتا ہے۔ جبکہ مسیح دجال مرزا قادیانی کی ماں بھی ہے اور باپ بھی، آنے والا سچا مسیح جہاد جاری کرے گا۔ جبکہ مرزا جی قادیانی انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ اس طرح اس کی کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہتی۔

نہ وہ مصلح ہے نہ نبی اور نہ مسیح، مرزا جی نے اگر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو پھر انہیں نہ ماننے والی امت مسلمہ کو کنجریوں کی اولاد اور جنگل کے سؤر قرار دیکر اتنی بڑی گالی دینے کی کیا ضرورت تھی یہ سطحی اور بھونڈا انداز گفتگو منصب نبوت تو در کنار ایک شریف آدمی کے وقار اور اخلاق کے بھی خلاف ہے۔ مرزا قادیانی صرف اور صرف انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ جس نے اپنی جاگیریں سکھوں سے واگزار کرانے کے لئے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ انگریز کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچایا۔ مرزا قادیانی کے تمام مرید جاگیردار، سرمایہ دار، وڈیرے، نواب اور خان بہادر تھے۔ جبکہ حضورؐ کی حدیث کے مطابق دین اسلام کے لئے ہمیشہ غریب زیادہ کام آئے ہیں۔ اور دین ہمیشہ غریبوں میں زندہ رہے گا

گول بازار چوک میں مجلس احرار کے نائب امیر ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تمنا اور آرزو یہ ہے کہ مرزائی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرکے جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔ ہم ان کے در دل پر دستک دینے آئے ہیں۔ انہیں دین حق قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف حق ہی نہیں بلکہ عین الحق تھے اور مباہلہ میں حق ہی باطل پر لعنت کرتا ہے کفار و مشرکین کو حق پر لعنت کی جرأت ہی نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے تو کفار حضورؐ سے مباہلہ میں سامنے نہیں آئے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ حق غالب آجائے گا۔ اور باطل فنا ہوجائے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر مرزا طاہر حضورؐ کو آخری نبی مانتا ہے تو مباہلہ کے لئے بھی حضورؐ کا طریقہ اپنائے۔ دوران جلوس احرار کے نوجوان رہنماؤں نے اپنی تقاریر میں کہا کہ موجودہ انتخابات میں

مرزائی گہری سازشوں میں مصروف ہیں لیکن احرار ان سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اور مرزائی نوازوں کو اسمبلیوں میں نہیں آنے دیں گے۔

انگریز کے بوٹ پالش کر کے جاگیریں اور قصیدے لکھ کر دولت حاصل کرنے والے اس ملک میں نفاذ اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ ربوہ پاکستان کا تل ابیب ہے۔ موجودہ اور آئندہ آنے والے حکمرانوں کو مرزائیوں پر گہری نظر رکھنی چاہیئے۔

مرزائیوں نے بوکھلا کر اپنا ہیڈ کوارٹر لندن سے آسٹریلیا میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان پوری دنیا میں ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ مرزائیوں نے موجودہ انتخابات میں اقلیتی نشست پر اپنا نمائندہ منتخب کر کے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کر لیا ہے اب ان کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی اور اس کے حاشیہ برداروں کو غیر مسلم قرار دیکر اسلام کی آغوش میں آ جائیں۔ مجلس احرار کے کارکن عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے سیاسی مفادات قربان کر چکے ہیں ہمارے دین اور سیاست کی بقاء حضور کی ختم نبوت و رسالت کے تحفظ سے وابستہ ہے۔

جلوس مسجد بخاری پہنچ کر امیر مرکزیہ حضرت محمد حسن چغتائی مدظلہ کی دعا پر ختم ہوا۔ اس موقع پر ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ساہیوال اور سکھر میں شہید ہونیوالے مسلمانوں کے سزایافتہ قاتلوں کو فوراً پھانسی دی جائے۔ صدر مملکت فوجی عدالتوں کے فیصلہ پر نظر ثانی کے دوران اس اہم مقدمہ کے سفاک مجرموں کی سزا پر فوراً عملدر آمد کا حکم جاری کریں۔

آئندہ شمارہ میں

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کا خصوصی مضمون، **سیدنا امیر معاویہ رضؓ** اور عہد حاضر میں ان کے **ناقدین** ملاحظہ فرمائیں۔

(ادارہ)

رحیم یار خان میں "نقیب ختم نبوت" اور عالمی مجلس احرار اسلام کا دیگر لٹریچر ہم سے حاصل کریں

ابو معاویہ حافظ محمد صدیق قمر مدرسہ جامعہ فاروقیہ رحیم یار خان عثمان پارک فون ۵۹۱-۴

لاہور میں "نقیب ختم نبوت" کا تازہ شمارہ ہم سے حاصل کیجیئے!

چودھری بک ڈپو
اتحاد کالونی، مغلپورہ، لاہور

سیدّ عطاء المحسن بُخاری

نعت

دو عالم کے سردار محمدؐ
مجھ کو بس درکار محمدؐ

ہر مشرک، کافر، طاغی پر
صمدیت کی تلوار محمدؐ

وحدتِ ملت اسوہ اُن کا
سِرّ تن اسرار محمدؐ

ختمِ نبوت تاج ہے اُن کا
خادم ہیں احرار محمدؐ

ختمِ نبوّت کا جو منکر
اُس پہ ہیں جبّار محمدؐ

میرے دِل پہ راج ہے ان کا
دِل میرا دربارِ محمدؐ

میں ہوں خاطی عاصی بَردہ
مجھ کو ہے اقرارِ محمدؐ

حشر کی دحشت دُھوپ کڑی میں
آپ ہیں رحمت بارِ محمدؐ

آپ کے پرچمِ حمد کا سایہ
پہنچائے گا پارِ محمدؐ

منقبت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

علی ہے میری محبت کا مرکز و محور
علی کا میں ہوں شناسا ہے وہ مرا مفخر

علی غلام محمدؐ ہے میں غلامِ علی
جو تو غلامِ محمدؐ ہے میں ترا قنبر

علی ہے مہر مروّت علی ہے صدق صفا
علی قضا میں ولی ہے وہ زہد کا پیکر

علی دِلائے غنا ہے علی ہے جو دوسخا
علی بر پیشِ الٰہی اے سر کاں افقر

علی ہے فقر کا وارث علی کا فقر تبر
علی پہ فقر ہی غالب رہا اکثر!

مسجد مُعاویہ کی نہ بھاتی تھی ایک آنکھ
کوئے معاویہ میں وہ لے سَر کے بَل گیا
بر حق مُعاویہ پہ فضیلت علی کو ہے
ہاں کچھ مُعاویہ کی فضیلت علی پہ ہے

سید عطاء المحسن بخاری

معاویہؓ و علیؓ

ذاتِ معاویہؓ میں بھی جلوہ اُسی کا ہے
پیدا ہے جس سے حضرت مولا علیؓ کی ذات
خوئے معاویہ میں اُسی نور کی جھلک
خوئے علی ہے جس سے مجلّٰی د نوش جہات
نورِ نبی کا عکسِ گرامی مُعاویہ!
نورِ نبی کا پرتوِ اعلیٰ علیؓ کی ذات
حلمِ نبی کا مظہر و اشبہ معاویہ
زہدِ نبی کا جلوۂ یکتا علی کی ذات
صہرِ رسول و کاتبِ وحیِ الٰہ پاک!
دونوں چمک اُٹھے ہیں بیک جلوۂ صفات

نورِ ہدیٰ و نورِ خدا و نبی کا نور
ان پر ہیں لمحہ لمحہ خدا کی تجلّیات
ان کا ہے لمحہ لمحہ معیت سے سرفراز
ان کی ہی ساعتیں ہیں نبوّت کے شش جہات
صدقہ ہے اُن کی آنکھ کا آئینۂ رسول
نگاہِ شوق کا عین تجلّیات
جوئے معاویہ میں وہ ماءِ طہور ہے
تسنیم جس کے سامنے چھوٹی سی کائنات

○

منقبت شہزادہ اہل بیت ہمشکل رسول مقبول ابن بتول

سیّدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

مالک حلم و حیا
پیکر صدق و صفا
ہم شکل شہ دوسرا
سیدنا حسنؓ! مجتبیٰؓ

صاحب صلح و وفا
از ہر نرالا رہنما
اشتر کا وہ جور و جفا
خونِ حسنؓ! واحسرتیٰ

ماحیِ شرّ و فتن
سونپی خلافت واہ حسنؓ
مانا امیرؓ شام کو
حکمِ نبیؐ پورا کیا

مولیٰ حسنؓ زہراؓ کا پھول
گلشن دیں کا اصول
ملّت بیٹنا نہ بھول
منظرِ صلح و وفا

وہ عظیم ابن عظیم
فکرِ رسا قلبِ سلیم
ان پہ صلواتِ عمیم
منبعِ رُشد و ہدیٰ

○

ساغر صدیقی مرحوم

میرے وطن کے راہنماؤ!

{شہدائے ختمِ نبوۃ کا پیغام}

میرے وطن کے راہنماؤ — اک ایسا آئین بناؤ!
جس میں ہو صدیق کی عظمت — جس میں ہو فاروق کی جرأت
جس میں ہو عثمان کی غیرت — جس میں ہو حیدر کی شجاعت
ملت کے جذبات جگاؤ، — اک ایسا آئین بناؤ!

طارق کی تدبیر ہو جس میں — خالد کی تقدیر ہو جس میں
لحما کی زنجیر ہو جس میں — قرآن کی تاثیر ہو جس میں
مٹ جائیں ظلمات کے گھاؤ — اک ایسا آئین بناؤ!

عقل و خرد کی آنکھ کا تارا — طوفاں میں مضبوط کنارہ
مفلس اور نادار کا پیارا — جہد و عمل کا بہتا دھارا
فکر و نظر کی شمع جلاؤ — اک ایسا آئین بناؤ!

سر توڑے جو غداروں کا — ساتھی ہو جو مہجوروں کا،
دار ستم کے منصوروں کا — محکوموں کا مجبوروں کا،
چل نہ سکے، زر دار کا داؤ — اک ایسا آئین بناؤ!

فیض سخاوت عام ہو جس کا — خدمتِ انساں کام ہو جس کا
شانِ سلف پیغام ہو جس کا — نام فقط اسلام ہو جس کا
خونِ جگر سے پھول کھلاؤ — اک ایسا آئین بناؤ!

آئیے۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے۔!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجہ فرمائیں

★ — مجلسِ احرارِ اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب — دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریکِ ختمِ نبوّت** ہے۔

★ — پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے اُمّتِ مسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابرِ احرار نے ایک بات شدّت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بنیادی طور پر احرار کی نگرانی میں نہیں چلتے اُس وقت تک یکجہتی پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم نے اُمّتِ مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرونِ مُلک دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یُوں ہے :

★ **مدرسہ معمورہ** — مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان —
★ **مدرسہ معمورہ** — دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان —
★ **مدرسہ محمودیہ معمورہ** — ناگڑیاں ضلع گجرات —
★ **جامعہ ختمِ نبوّت** — مسجد احرار متصل ڈگری کالج ربوہ ۔ فون نمبر: ۸۸۶ —
★ **مدرسہ ختمِ نبوّت** — سرگودھا روڈ ربوہ —
★ **دارالعلوم ختمِ نبوّت** — چیچہ وطنی ۔ فون نمبر: ۲۹۵۳ —
★ **مدرسہ ابوبکر صدیق** — تلہ گنگ ضلع چکوال —
★ **یُوکے ختمِ نبوّت مشن** — (ہیڈ آفس) گلاسگو، برطانیہ —

یہ ادارے سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے، مسجد احرار ملتان، مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر زمین کی خرید اور تعمیرِ نو، دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مبلّغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، پچاس کتابوں کی اشاعت — یہ تمام کام اُمّتِ رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دُعاء ہم کرینگے اور اجر اللہ پاک دینگے — آئیے، آگے بڑھیے اور اجر کمائیے

فقیر سیّد عطاء المحسن بخاری
مُدیر مدارس التحفیظ والمساجد
دارِ بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ ملتان
ترسیلِ زر کے لئے : اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان

۱۴۰۸ھ